رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی

سالانہ۔ سالانہ۔ عام چندہ۔ ششماہی۔ بیرون ہند

قیمت فی پرچہ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۷ امان ۱۳۲۰ھش مطابق ۷ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۶ امان ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ البتہ کان کے درد کی تکلیف باقی ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

نماز جنازہ کے متعلق ایک قابل توجہ امر

نماز جنازہ بھی ایک نماز ہے۔ جیسے کہ دوسری نمازیں ہوتی ہیں۔ اور نماز کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم نماز کو آؤ۔ تو علیکم بالسکینۃ والوقار فما ادرکتموہ فصلوہ وما فاتکم فاتموہ۔ کہ جب تم نماز کو آؤ۔ تو اطمینان اور وقار سے آؤ۔ اور جو حصہ نماز کا پاؤ اسکو ادا کرلو۔ اور جو چھوٹ جائے اسکو پورا کرلو۔ اسی کے مطابق سب نمازوں میں کیا جاتا ہے۔ کہ نماز کا جسقدر حصہ مل جاتا ہے۔ اسکو ادا کر لیتے ہیں۔ اور باقی کا بعد میں پورا کر لیتے ہیں۔ یہی جنازہ کا حکم ہے۔ جنازے کے واسطے کہیں حکم نہیں۔ کہ جسقدر تکبیریں ملیں اس کو ادا کرلو۔ اور باقی کو چھوڑ دو۔ ہاں اگر

"فاروق" اخبار ہفتہ میں دو بار

بتوکل علے اللہ اپریل ۱۹۴۱ء سے تحریک جدید کا ہفتہ وار اخبار فاروق ہفتہ میں دو بار مہینہ میں آٹھ بار شائع ہوگا۔ جس کا چندہ سالانہ صرف ساڑھے چار روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ احباب سلسلہ پوری کوشش کرکے اس کے چلانے میں میری امداد فرمائیں۔ جو بذریعہ خریدار پیدا کرنے کے ہو سکتی ہے۔

"فاروق" میں خطبہ جمعہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لازمی طور پر چھپے گا۔ اور اس کے علاوہ نہایت دلچسپ علمی مضامین اور عام چیدہ خبریں اور مرکز کے اہم اور ضروری اعلانات اور احمدیہ فتوے اور دیگر اخباروں کے مفید اقتباسات اور مخالفین اسلام و سلسلہ کے اندرونی و بیرونی دشمنوں کے اعتراضات کے مکمل جوابات انشاء اللہ شائع ہوا کریں گے۔ فاروق کا موجودہ چندہ اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اب صرف دو روپیہ اضافہ کرکے ساڑھے چار روپیہ سالانہ میں ہفتہ میں دو بار مہینے میں آٹھ دفعہ اخبار ملے گا۔ اور جو دوست یکمشت چندہ ادا نہ کر سکینگے ان سے دو قسطوں میں یا تین قسطوں میں چندہ وصول کیا جائے گا۔ پہلی قسط اڑھائی روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ کی بوقت خریداری ادا کریں۔ اور دوسری قسط دو روپیہ کی یا ڈیڑھ روپیہ کی ہر سہ ماہی پر ادا کر سکتے ہیں اس سے زیادہ سہولت کیا ہو سکتی ہے۔ احباب جلد درخواست خریداری بھیج دیں۔ جو ذیل کے پتہ پر ہو۔

ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان دارالامان

۳۲ بتیس اخبار فاروق رعایتی قیمت میں

ایک مخیر اور سابق بالخیرات دوست نے جو اپنا اسم گرامی شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ فاروق کے لئے مبلغ ساٹھ ۶۰ روپیہ اس شرط پر امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس روپیہ سے تیس ۳۰ ایسے غریب احمدیوں کے نام فاروق ایک ایک سال کے لئے جاری کر دیا جائے۔ جو ساڑھے چار روپیہ سالانہ ادا کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ جو کہ فاروق کے ہفتہ میں دو بار ہونے کا چندہ مقرر ہوا ہے۔ ایسے دوست صرف اڑھائی روپیہ اگر خود پیشگی بھیج دیں۔ تو ان کے نام فاروق سال بھر کے لئے جاری کر دیا جائے۔ لہذا جو دوست واقعی ایسے ہوں۔ کہ وہ فاروق کو جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوگا۔ پڑھنے کے شائق ہیں۔ مگر ساڑھے چار روپیہ سالانہ ادا نہیں کر سکتے۔ تو وہ اپنی درخواست خریداری معہ اڑھائی روپیہ چندہ بہت جلد دفتر فاروق میں ارسال کر دیں۔ ان کو فاروق سال بھر تک ہفتہ میں دو بار مہینے میں آٹھ بار ملتا رہے گا۔ ایسی درخواستیں وہی منظور ہونگی۔ جو ایک ہفتہ کے اندر پہنچ جائیں۔ اور مقررہ تیس ۳۰ کی تعداد سے زیادہ نہ ہوں۔ تیس ۳۰ کی تعداد پوری ہو جانے کے بعد کوئی درخواست منظور نہ ہوگی۔ پس جلدی کریں۔

فاروق یکم اپریل ۱۹۴۱ء سے انشاء اللہ ہفتہ میں دو بار شائع ہوا کرے گا۔

دوسرے دوست بابو محمد یوسف صاحب پوسٹل کلرک افریقہ والے نے جو آجکل رخصت پر دارالامان میں تشریف رکھتے ہیں۔ مبلغ پانچ روپیہ امداد میں عطا فرمائے ہیں۔ جن سے دو اور غریب احمدی بھائی حسب تجویز بالا رعایت حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ ڈھائی روپیہ پیشگی ارسال کر دیں۔ ان کے نام فاروق سال بھر تک ہفتہ میں دو بار پہنچتا رہیگا۔ آخر میں میں اپنی طرف سے اور ایسے غریب بھائیوں ۳۲ کی طرف سے جن کے نام فاروق اس رعایت پر جاری ہوگا۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ معلوم الاسم دوست کو اور بابو محمد یوسف صاحب کو اسکا اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور انکی دلی مرادیں بر لائے۔ آمین۔

...سالانہ کے موقعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقریر "امانت تحریک جدید" کا خلاصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی سے خواہش فرماتے ہیں۔ کہ وہ کفایت شعاری کو اپنا شعار بنالے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس غرض کے پیش نظر جلسہ سالانہ پر ذیل کی تجاویز پر عمل کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:۔

(۱) ہر احمدی اسکی پابندی کرے۔ اگر وہ ملازم ہے۔ تو اپنی ماہوار آمدنی سے ایک حصہ "امانت تحریک جدید" میں تین سال کے لئے جمع کراتا جائے۔ اگر زمیندار ہے۔ تو ششماہی اپنا روپیہ تحریک جدید کی امانت جمع کرے۔ اس عرصہ میں اسے اپنی اسی امانت سے روپیہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ سوائے اس کے کہ اسے کوئی ناگہانی حادثہ یا ناگہانی ضرورت پیش آجائے۔ اور اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ ایسی صورت میں تین سال کے دوران میں بھی اسے حضرت کی خاص منظوری سے روپیہ واپس کیا جاسکتا ہے۔ عام حالات میں تین سال سے پہلے نہ مل سکے گا۔

ہر ملازم کو ذاتی تجربہ ہے۔ کہ وہ باوجود شدید خواہش کے کہ وہ کچھ جمع کرے۔ جمع نہیں کر سکا۔ کیونکہ تنخواہ کے آنے پر ایسی ضروریات اسے پیش آجاتی رہی ہیں۔ جن کو وہ اگر پورا نہ کرتا۔ تو کام چل سکتا تھا۔ مگر روپیہ ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے اس نے روپیہ خرچ کر دیا۔ اور ساری تنخواہ خرچ ہوگئی۔ اس کا نتیجہ یہ کہ کوئی بچت نہ کر سکا۔ لیکن اگر اس نے اقرار کیا ہوا ہوگا۔ کہ میں نے اس قدر رقم ضرور "امانت تحریک جدید" میں اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں جمع کرنا ہے۔ تو اسے اپنا اقرار یاد آکر ایسی ضروریات کو نظر انداز کرکے "امانت تحریک جدید" میں روپیہ ارسال کرے گا۔ پس یہ تجویز احمدیوں کے لئے سراسر مفید اور نفع بخش ہے۔ اس لئے "امانت تحریک جدید" میں ہر احمدی کو ماہوار کچھ نہ کچھ جمع کرنا چاہیئے۔ اور اس میں طالبعلم بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ جو ایک روپیہ ماہوار ہی جمع کرنا شروع کریں

(۲) اگر کسی احمدی کے پاس روپیہ بنک میں یا گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اور اس کو اس روپیہ کی ضرورت کچھ عرصہ کے بعد ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ جس عرصہ کے بعد اسے ضرورت ہے۔ اس قدر عرصہ کے لئے اپنا روپیہ بجائے بنک میں یا گھر رکھنے کی بجائے "امانت تحریک جدید" میں داخل کردے۔ اور لکھ دے۔ کہ اتنی مدت کے بعد مجھے یہ روپیہ واپس ملنا چاہیئے۔ اسکی مدت معینہ گذرنے پر روپیہ اسے واپس کر دیا جائے گا۔ "امانت تحریک جدید" میں ایسا روپیہ رکھنے سے اسے یہ فائدہ ہوگا کہ اول اسکی اس رقم پر زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی۔ اور اس کا روپیہ محفوظ رہے گا۔ ضرورت کے وقت مل جائے گا۔ چونکہ سلسلہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔ پس ایسی حالت میں ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ روپیہ اپنے پاس رکھنے کی بجائے "امانت تحریک جدید" میں داخل کردے تا ہم خرما اور ہم ثواب کا موجب ہو۔ اگر آپ کے پاس ایسا روپیہ ہے۔ تو آپ اپنا روپیہ فوراً بھیج کر ثواب حاصل کریں۔

(۳) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ پر یہ بھی فرمادیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص یہی چاہتا ہے۔ کہ میں صرف اسی شرط پر رکھ سکتا ہوں کہ ذاتی امانت کی طرح جب چاہوں۔ لے سکوں تو ایسے احباب کو بھی حضور نے اجازت فرما دی ہے۔ کہ وہ "امانت تحریک جدید" میں داخل کرے۔ اور اس کے مطالبہ پر اسے ہر وقت روپیہ دیا جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان ضروری اور اہم ہدایات کو شائع کرتے ہوئے ہر احمدی سے مطالبہ ہے۔ کہ وہ "امانت تحریک جدید" میں اپنا روپیہ جمع کرنا شروع کریں۔ اور ان تینوں صورتوں میں سے جس شق میں جمع کرنا چاہیں۔ اسکی تصریح روپیہ ارسال کرتے وقت کردیں۔ تاان کے کھاتہ پر ایسا نوٹ کردیا جائے۔

"امانت تحریک جدید" کی طرف سے ہر ششماہی پر مفصل حساب اس امانتدار کو بھیجا جایا کرے گا۔ تا وہ اپنے حساب کا اطمینان کرے۔ پس اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر احمدی "امانت تحریک جدید میں اپنا روپیہ جمع کرکے ثواب حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید۔

حضرت اُم المؤمنین

خدا تعالےٰ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات میں سے حضرت ام المؤمنین (مومنوں کی ماں) بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ وہ مبارک وجود ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا مسیح عمر بھر آرام پاتا رہا ہے۔ یہی وہ مبارک ماں ہے۔ جس سے پاک نسل کی ابتدا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد مبشر ہے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک خدا کی بشارت اور وحی کے مطابق پیدا ہوا ہے۔ حضرت مہدی زماں علیہ السلام آپ سے اس قدر خوش تھے۔ کہ اس عظیم الشان کام میں جو آپ کے سپرد تھا۔ ہمیشہ ام المؤمنین آپ کے لئے بہترین معاون رہیں۔ صحابہ کرام کا بیان ہے۔ کہ ابتدا میں مہمانوں کا کھانا آپ کے گھر میں پکتا تھا۔ یعنی مادر مہربان لنگر کا انتظام اندرون خانہ میں خود فرمایا کرتی تھیں۔

قادیان کی مستورات کے لئے تو آپ دنیوی ماؤں سے بڑھ کر محبت کا سلوک فرماتی ہیں آپ اکثر خود پھر کر اپنی روحانی اولاد کی نگہداشت فرماتی رہتی ہیں۔ مثلاً آپ خود بنفس نفیس تشریف لے جاکر دیکھ بھال فرماتی رہتی ہیں۔ وہ گھر کتنے ہی خوش قسمت اور بابرکت ہیں۔ جن میں یہ مبارک وجود قدم رنجہ فرماتا ہے۔ اور نہایت ہی الفت سے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ بیٹی یوں کرو۔ بچوں کو سنبھالو وغیرہ وغیرہ۔ غرباء کی بیٹیوں کی امداد۔ شادی پر کپڑے۔ بلکہ زیور تک عطا فرماتی ہیں۔ مستورات براہ راست آپ سے دعا کرواتی ہیں۔ غرض مادر مہربان کا وجود ہمارے لئے سراسر رحمت ہے۔ کون احمدی ہے۔ جو آپ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں نہ کرتا ہوگا۔ مگر پھر بھی بطور ثواب ناظرین سے گذارش ہے۔ کہ آپ کے لئے بالالتزام دعا جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مادر مہربان کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور صحت کامل دے۔ آمین

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔

(مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

درخواست دعا

میرے بھائی محمود احمد نے امسال جماعت ہشتم کا امتحان دیا ہے۔ لہذا احباب اسکی کامیابی کے لئے دردِ دل کے ساتھ دعا فرماویں

والسلام منظور احمد انصر قادیان

سات آنے گز ریشمی مورو کین برائے قمیص جمپر شلوار ۳۰ - ۳۲ گز کے تھان آئے ہیں۔ نمونہ کا تھان ۱۰ گز والا بذریعہ وی۔ پی وہ شخص منگوا سکتا ہے۔ کہ کپڑا دیکھ کر تھوک آرڈر دے سکے۔ اور اسے شہر کے دکانداروں کو بھی دکھا سکے تاکہ دکاندار مال دیکھ کر اکٹھا مال منگوائیں۔ ۱۰ گز پر محصولڈاک ۸ ر۔ ۳۰ گز پر محصول معاف۔ دکاندار یا جن کو بیاہ شادیوں میں کپڑا درکار ہو۔ فوراً نمونے کا ایک تھان منگوا کر مال دیکھ کر تھوک آرڈر دیں۔ نوٹ:۔ ناپسند ہونے کی صورت میں قیمت واپس

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ ریشمی کلاتھ سٹور اندرون دہلی گیٹ مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۶ قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۱ء نمبر ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۴۱ء

ایک عدالتی بیان کے متعلق غیر مبایعین کا اعتراض اور اس کا جواب

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ایک ہفتہ پہلے میری کھانسی کچھ کم ہوگئی تھی۔ مگر گذشتہ جمعہ کے بعد پھر زیادہ ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے آج میرے لئے زیادہ بولنا مشکل ہے۔ تاہم آج میں ایک ایسے مضمون کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو اخبارات میں کئی دفعہ آچکا ہے۔ اور وہ

پیغامیوں کے ایک اعتراض کا جواب

ہے۔ میں جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس کے متعلق پہلے بھی کسی خطبہ میں یا شاید جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کچھ بیان کرچکا ہوں۔ لیکن چونکہ ابھی وہ اعتراض بار بار دوہرایا جارہا ہے اس لئے دوبارہ اس کے متعلق بیان کردیتا ہوں۔ اس اعتراض کا جواب دینے کی غرض سے نہیں بلکہ یہ بتانے کے لئے کہ جب انسان تقویٰ کو چھوڑتا ہے۔ تو کس طرح خدا تعالیٰ کا خوف اس کے دل سے جاتا رہتا ہے۔ اور وہ کس حد تک گرجاتا ہے۔ اور جماعت کو بیدار کرنے اور ایسی باتوں سے بچے رہنے کے لئے اس ذکر کو دوبارہ چھیڑتا ہوں۔ یہ اعتراض اخبار "پیغام صلح" میں ایک صاحب

میاں محمد صادق صاحب

ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی طرف سے کچھ ماہ ہوئے شائع کیا گیا تھا۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میں نے کسی عدالت میں گواہی دیتے وقت یہ بیان کیا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ کہ مستری محمد حسین صاحب بٹالہ کے رہنے والے نے (جو کہا جاتا ہے کہ محمد علی خاں صاحب احمدی مرحوم جو پشاور کی طرف کے رہنے والے تھے۔ ان کے ہاتھ سے مارے گئے تھے) مستری عبدالکریم صاحب کی ضمانت دی تھی۔ میاں محمد صادق صاحب کا اعتراض یہ ہے۔ کہ اس سے پہلے میں

بعض خطبات

میں یہ بیان کرچکا تھا۔ کہ مستری محمد حسین صاحب نے مستری عبدالکریم صاحب کی ضمانت دی تھی۔ اور چونکہ میں یہ بیان کرچکا ہوا تھا۔ اسلئے عدالت میں میرا یہ کہنا کہ مجھے علم نہیں ہے۔

خلاف واقعہ بات

تھی۔ میں اختصاراً پہلے بھی بیان کرچکا ہوں۔ کہ عدالتی علم اور عام سوسائٹی کا علم دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ عدالت میں علم کے اور معنے ہیں۔ اور سوسائٹی میں علم کے اور معنے لئے جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص یہ خبر مشہور کرتا ہے۔ کہ زید فوت ہوگیا۔ بکر خالد سے آکر پوچھتا ہے۔ کہ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ زید فوت ہوگیا ہے۔ اگر تو خبر دینے والا ان لوگوں کے نزدیک قابل اعتبار آدمی ہے۔ تو وہ کہے گا۔ کہ ہاں بہت افسوس ہے۔ مجھے بھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ وہ فوت ہوچکا ہے۔ یہاں

علم کے معنے

صرف یہ ہیں۔ کہ میں نے ایک یا ایک سے زیادہ لوگوں سے جو بظاہر قابل اعتبار ہیں۔ یہ بات سُنی ہے۔ لیکن اگر عدالت میں متوفی کی جائیداد کے متعلق کوئی دعوےٰ چل رہا ہو۔ اور بکر یا خالد کو کوئی کہے کہ چل کر گواہی دے دو۔ کہ زید شخص فوت ہوچکا ہے۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمیں علم ہے۔ کہ وہ فوت ہوچکا ہے۔ کیونکہ عدالتاً وہ یہ اسی صورت میں کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ ان کے سامنے فوت ہؤا ہو۔ یا انہوں نے اسکی لاش کو دیکھا ہو۔ یہ کہنا کہ میں نے فلاں سے سنا تھا۔ کہ وہ فوت ہوچکا ہے۔ عدالت کے نزدیک علم نہیں کہلا سکتا۔ گو عرف عام میں یہ علم کہلاتا ہے۔ عام دستور سوسائٹی کا یہی ہے۔ کہ جب ہم دو چار معتبر آدمیوں سے کوئی بات جو راز کی قسم کی نہیں ہوتی۔ سنتے ہیں۔ تو اسے درست مان لیتے ہیں۔ مستری محمد حسین صاحب کا ضمانت دینا ایک

عدالتی فعل

تھا۔ اور میں اس عدالت میں موجود نہیں تھا۔ بہرحال میں نے یہ بات سُنی ہوگی۔ کہ اس شخص نے مستری عبدالکریم کی ضمانت دی ہے۔ ممکن ہے۔ جو کچھ میں نے سنا صحیح ہو۔ اور ممکن ہے غیر صحیح ہو۔ جس حد تک جماعت کو نصیحت کا تعلق تھا۔ اور میں نے اسے یہ بتانا تھا۔ کہ ایسے مواقع پر اسے اشتعال میں نہیں آنا چاہیئے۔ اس سنی ہوئی بات پر اپنے وعظ کی بنیاد رکھنا میرے لئے کافی تھا۔ کیونکہ اگر وہ بات غلط بھی ہوتی۔ تب بھی کوئی حرج نہ تھا۔ کیونکہ میں نے تو صرف یہی کہنا تھا۔ کہ جماعت کو ایسی باتوں پر جوش میں نہیں آنا چاہیئے۔ اگر مستری محمد حسین نے ضمانت نہ دی ہوتی۔ تب بھی یہ نصیحت ٹھیک تھی۔ لیکن عدالت میں جاکر بات اور ہوجاتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہوتے۔ کہ میرے سامنے یہ ضمانت دی گئی تھی۔ مجھے اس قسم کی باتوں سے ایک سے زیادہ مرتبہ واسطہ پڑا ہے۔ ایک دفعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ ہم غالباً ڈاک بنگلہ میں یا کسی کوٹھی میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ سر ظفر اللہ خاں صاحب بھی ساتھ تھے۔ جب کچہری کو جانے لگے۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ ایسے سوالات ہؤا کرتے ہیں۔ مجھے کیا جواب دینا چاہیئے۔ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ علم ہے یا یہ کہ علم نہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا۔ کہ ایسے مواقع پر

عدالت میں علم کا مطلب

یہی ہوتا ہے۔ کہ کوئی بات خود دیکھی۔ یا اگر وہ سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ تو براہِ راست سُنی ہو۔ کسی واسطہ سے سُنی ہوئی یا دیکھنے والی بات کسی دیکھنے والے سے سنی ہوئی عدالتی لحاظ سے علم نہیں کہلا سکتا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ ہمارے چاروں طرف دشمن ہیں۔ مخالف ہیں۔ بعض باتیں مشہور ہیں۔ اور ہم نے بھی سُنی ہوئی ہیں۔ گو دیکھی نہیں یا براہِ راست نہیں سنیں۔ اگر میں کہہ دوں۔ کہ علم نہیں۔ تو مخالف شور مچا دیں گے۔ کہ جھوٹ بولا ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ میں عدالت کے سامنے کھول کر یہ صورت رکھ دوں۔ چودھری صاحب نے کہا۔ کہ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔ شیخ بشیر احمد صاحب بھی غالباً ساتھ تھے۔ ان سے بھی میں نے ذکر کیا۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ کہ عدالتی طور پر یہ علم نہیں کہلاتا۔ چنانچہ ایسے سوالات مجھ سے کئے گئے۔ تو میں نے عدالت سے کہا۔ کہ یہ بات میں نے براہِ راست دیکھی یا اس شخص سے سُنی نہیں۔ جس سے یہ متعلق ہے۔ لیکن یوں میں نے سُنی ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں مجھے کیا جواب دینا چاہیئے۔ آیا کہوں مجھے علم ہے۔ یا یہ کہ علم نہیں۔ عدالت نے مجھے کہا۔ کہ آپ یہی کہیں کہ مجھے علم نہیں ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اس پر میں نے پھر کھول کر یہ بات بیان کی۔ کہ ہمارے بہت سے مخالف ہیں۔ وہ اس کے معنی یہ لیں گے۔ کہ میں نے جھوٹ بولا۔ اور گو مجھے ذاتی طور پر علم نہیں۔ اور میں نے آپ فلاں بات نہیں دیکھی۔ یا سننے سے تعلق رکھنے والی براہِ راست متعلقہ آدمی سے نہیں سُنی۔ مگر یوں مجھے معلوم ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں میرا کیا جواب صحیح ہوگا۔ اس پر عدالت نے پھر یہی جواب دیا۔ کہ

صحیح جواب یہی ہے کہ مجھے علم نہیں

حالانکہ عرف عام کے لحاظ سے میں کہہ سکتا تھا۔ کہ علم ہے۔ میں نے اخبار الفضل میں پڑھا ہے۔ کہ میاں محمد صادق صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں نے عدالت میں یہ جواب لکھوایا کیوں نہیں۔ وہ پولیس کے محکمہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کا یہ کہنا کہ میں نے یہ بات لکھوائی کیوں نہیں۔

ناواقفیت یا غفلت کی وجہ سے

ہوسکتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ گواہ عدالت کو مجبور نہیں کرسکتا۔ کہ چاہے سرکاری قانون اجازت دے یا نہ دے۔ ضرور اسی طرح لکھا جائے۔ میرا کام صرف یہی تھا۔ کہ میں نے ساری صورت حالات عدالت کے سامنے رکھ دی۔ باقی اسے مجبور کرکے اپنی مرضی کے مطابق لکھوانا میرے اختیار میں نہ تھا۔ واقعہ کی گواہی پر بیشک عدالت پر زور دیا جاسکتا ہے لیکن ایسے امور کے متعلق جو گواہی سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کا تعلق صرف میاں محمد صادق صاحب کی قسم کے لوگوں سے ہوتا ہے۔ عدالت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ گواہی کا واقعہ ایک دفعہ دیوان سکھانند صاحب کی عدالت میں پیش آیا ہے۔ اور ایک دفعہ اس سے پہلے ایک اور عدالت میں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ خود مجسٹریٹ صاحبان کو بھی یہ امور یاد ہوں گے۔ پولیس افسر سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ عدالتوں کے ضابطہ سے واقف ہے۔ اور اس سے اس علم کی بھی امید کی جاسکتی ہے۔ کہ کسی عدالت کو سوالات کے جواب کے سوا اور کسی بات کے لکھنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ پس میاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد صادق صاحب کا ان امور کو جانتے ہوئے اس اعتراض پر اصرار کرنا صرف یہ بتاتا ہے۔ کہ وہ

سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ

بنانا چاہتے ہیں۔ جس وقت تک بات کھلی نہ تھی۔ اس وقت تو یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ یہ اعتراض نادانستہ کیا گیا تھا۔ اور وہ غلطی میں مبتلا تھے۔ مگر پوری وضاحت اور تشریح کے باوجود اس پر اصرار کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ جان بوجھ کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس صورت میں میں ان کے اعتراض کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں دے سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس ظلمت سے نجات دے۔ اس قسم کے معترضین کو خاموش کرانا کسی

انسان کے اختیار میں نہیں

جب ایسے لوگ حد سے بڑھ جایا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ خود ان کو خاموش کر دیا کرتا ہے۔ مگر کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکا کر ان نعمتوں سے بھی محروم ہو جائے۔ جو اسے پہلے حاصل تھیں۔

پس میں میاں صاحب موصوف کو اب کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ان کا معاملہ اب میں نے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ جو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس وقت میں جماعت کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ دیکھو اہل پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے کہلاتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے صحابی بھی کہلاتے ہیں۔ شروع دن سے ہی ان کے سرکردوں کی یہ حالت رہی ہے۔ کہ

میرے خلاف غلط بیانی

کرتے رہے ہیں۔ مجھے وہ زمانہ خوب یاد ہے۔ جبکہ بھیرہ کا ایک مکان حکیم فضل دین صاحب نے انجمن کو وصیت میں دیا۔ اور انجمن نے اسے بیچنا چاہا۔ اسکی قیمت سات آٹھ ہزار روپیہ تک ملتی تھی۔ وہ مکان حکیم صاحب مرحوم کا ذاتی نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے خود یا ان کے خاندان نے کسی اور سے خرید کیا تھا۔ اور جن سے وہ مکان خرید اگیا تھا۔ وہ بھی بھیرہ کے ہی معزز لوگ تھے۔ کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر ایسے وقت میں جب وہ کوئی رقم ادا نہیں کر سکے وہ یا نیلام ہو گیا تھا۔ یا رقم ادا کرنے کے لئے انہوں نے خود فروخت کر دیا تھا۔ اور پانچہزار روپیہ میں نیلام یا بیع ہوا تھا۔ جب انہوں نے سنا کہ انجمن اس مکان کو نیلام کرنے لگی ہے۔ تو انہوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ مکان ہمارا ہے۔ مصیبت کے وقت ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب ہم سے پانچ ہزار روپیہ لے لیا جائے۔ اور یہ ہمیں ہی دے دیا جائے۔ ہم نے بھی پانچ ہزار میں دیا تھا۔ اور مکان زیادہ قیمت کا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ ہم نے بھی مصیبت کے وقت اور قرضہ کی ادائیگی کے لئے اسے فروخت کر دیا تھا۔ ہم اس رعایت کے مستحق ہیں۔ اور اگر یہ مکان اب ہمیں اسی قیمت پر دے دیا جائے۔ تو یہ ایک طرح کا ہم پر رحم ہوگا۔ یہ بات حضرت خلیفہ اول رضؓ کے دل کو لگی۔ اور آپ نے سفارش کی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ مکان اُن لوگوں کو پانچہزار روپیہ میں دے دیا جائے۔ ان

کار پردازان انجمن

نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کو لکھا۔ کہ مکان زیادہ قیمت کا ہے۔ اور زیادہ قیمت مل سکتی ہے۔ اگر پانچہزار روپیہ میں دے دیا گیا۔ تو سلسلہ کو نقصان ہوگا۔ اس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک یہ زیادہ مالیت کا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے مصیبت کے وقت قرضہ کی رقم پوری کرنے کے لئے دے دیا تھا۔ اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد چونکہ اخلاق پر ہے۔ اس لئے ہمیں ان

لوگوں سے حسن سلوک

کرنا چاہیئے۔ مگر ان لوگوں نے پھر اصرار کیا۔ کہ بعض لوگ سات آٹھ ہزار دیتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ نو ہزار ہی مل جائے۔ اور جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر تحریر فرما دیا۔ کہ جس طرح مرضی ہو کرو۔

میں اس میں دخل نہیں دیتا

انجمن کا اجلاس بلایا گیا۔ مسجد مبارک کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے۔ جس میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم بیٹھا کرتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب بھی بیٹھ کر کام کرتے رہے ہیں۔ یہاں مولوی محمد علی صاحب نے دفتر بنایا ہوا تھا۔ اور انجمن کے اجلاس یہیں ہوا کرتے تھے۔ یہ کسی زمانہ میں غسل خانہ بھی رہا ہے۔ اور اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹھک بھی رہی ہے۔ اور اسی جگہ

شرح چھینٹوں والا نشان

ظاہر ہوا تھا۔ خیر اس جگہ سب ممبر جمع ہوئے سوال اس رنگ میں پیش ہوا۔ کہ اس مکان کو زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا جائے۔ یہ لوگ باتیں کرتے رہے۔ میں بیٹھا رہا۔ میری عمر اس وقت ۲۲-۲۳ سال کی تھی۔ وہاں مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق یاد نہیں کہ تھے یا نہیں۔ باتیں ہوتی رہیں اور میں خاموش بیٹھا رہا۔ آخر مجھ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا۔ میری رائے آپ لوگ کیا پوچھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی مرضی ہے۔ کہ سابق مالکوں کو اسی رقم میں مکان دے دیا جائے۔ اور میری بھی یہی رائے ہے۔ میرے جواب میں ان میں سے کسی نے کہا۔ کہ میاں صاحب خلیفۃ المسیح نے اجازت دے دی ہے۔ ان لوگوں نے جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے خلاف کوئی بات کرنی ہوتی۔ تو ان کا قاعدہ تھا۔ کہ آپ کے تقویٰ و طہارت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ چنانچہ کہنے لگے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایسا خلیفہ دیا ہے۔ جو بہت متقی اور

دین کے اموال کا بہترین محافظ

ہے۔ چنانچہ آپ نے اجازت دے دی ہے۔ میں نے کہا خوب پھر تو بہت اچھی بات ہے۔ مگر وہ اجازت ذرا مجھے بھی دکھائیے۔ چنانچہ مجھے آپ کی تحریر دکھائی گئی۔ اسے دیکھ کر میں نے کہا۔ کہ یہ اجازت تو نہیں۔ یہ تو

ناراضگی کا اظہار

ہے۔ میرا کہنا تھا۔ کہ سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے۔ اور کہنے لگے۔ میاں صاحب! تقویٰ اختیار کریں۔ یہ قوم کا مال ہے۔ خدا تعالےٰ کا مال ہے۔ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا۔ کہ ہم سب سے زیادہ تقویٰ کا خیال حضرت خلیفۃ المسیح کو ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو جواب دینے کی فکر بھی ان کو سب سے زیادہ ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے سامنے ہم سب سے زیادہ ذمہ وار ہیں۔ جب ہم مانتے ہیں۔ کہ وہ علم میں ہم سب سے زیادہ ہیں۔ اور جماعت کا خلیفہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے۔ تو سلسلہ کے اموال کے متعلق سب سے زیادہ درد اور تقویٰ کا معیار انہی کو حاصل ہے۔ اس لئے وہ جو فرماتے ہیں۔ وہی درست ہے اور میرے نزدیک ہمارے لئے تقویٰ کی راہ یہی ہے۔ کہ ان کی بات مان لی جائے۔ اس پر سب نے مل کر تقوے کرو۔ تقوے کرو کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ جس نے کہا۔ میں نے اپنی رائے دیدی ہے۔ اور میں تو اکیلا اس رائے کا ہوں۔ آپ لوگوں کی کثرت ہے۔ جس طرح چاہیں کریں۔

غرض انہوں نے اس قسم کا ریزولیوشن پاس کر دیا۔ کہ اس مکان کو زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا جائے۔ اسی دن یا غالباً ایک دو روز بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا۔ کہ حکیم میر احمد صاحب قریشی جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بھتیجے یا بھانجے ہیں۔ آئے اور دروازہ پر دستک دی۔ اور مجھے کہا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح بلاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ اس کمرہ میں بیٹھے تھے۔ جو مسجد کے اوپر ہے۔ اور جہاں آج کل شیخ بشیر احمد صاحب پلیڈر آکر ٹھہرتے ہیں۔ ایک زمانہ میں وہاں مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم بھی رہا کرتے تھے۔ اس وقت ہمارے مکان کی شکل اور تھی۔ جس دروازہ سے میں گرمیوں میں مسجد میں آیا کرتا ہوں۔ اس جگہ اس زمانہ میں چھوٹی سی کھڑکی ہوتی تھی۔ اب اس کے آگے ہمارے گھر کی طرف صحن ہے۔ مگر اس وقت وہاں صرف ایک راستہ بنا ہوا تھا۔ باقی جگہ چھتی ہوئی نہ تھی۔ بلکہ وہ کھلی ہوئی تھی۔ اور اس کے نیچے دوسری منزل کا ایک صحن تھا۔ جس میں

لکڑی کی سیڑھیاں

لگی ہوئی تھیں۔ اور جہاں مسجد مبارک کی اوپر کی حد ختم ہوتی ہے۔ سیڑھیوں سے چڑھ کر وہاں سے ہوتے ہوئے مسجد میں سے گزر کر اسی کمرہ میں پہنچتے تھے۔ میں اسی راستے سے آیا۔ اور اس کمرہ میں داخل ہوا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی پیٹھ شمال کی طرف تھی۔ اور منہ جنوب کی طرف تھا۔ یہ سب وہاں بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا منہ شمال کی طرف اور پیٹھ جنوب کی طرف تھی۔ مغرب کی جانب کچھ جگہ تھی۔ میں اس طرف بیٹھ گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے میری طرف منہ کر کے بہت ناراضگی میں فرمایا۔ کہ میاں اب ہماری مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ میں طرز سے بھانپ گیا۔ کہ ضرور کوئی

فساد کی بات

ہوئی ہے۔ مگر میرا ذہن اصل بات کی طرف نہیں گیا۔ میں نے کہا۔ کہ میں نے تو کوئی مخالفت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے حکم دیا تھا۔ کہ اصلی مالکوں کو پانچ ہزار روپیہ میں یہ مکان دے دیا جائے۔ مگر ہماری مرضی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اسے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا جائے۔ میں نے کہا۔ کہ فیصلہ تو بے شک ہؤا ہے۔ مگر میری یہ رائے نہیں تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے ان لوگوں کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا۔ کہ آپ لوگ تو کہتے تھے۔ کہ میاں صاحب کی بھی یہی رائے تھی۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ ان کے مشورہ سے ہی فیصلہ ہؤا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ بالکل غلط ہے۔ میں نے تو کہہ دیا تھا۔ کہ میری رائے وہی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ نے اجازت دے دی ہے۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ مجھے اجازت دکھاؤ۔ اور اسے دیکھ کر میں نے صاف کہہ دیا۔ کہ یہ اجازت تو نہیں۔ یہ تو

اظہارِ ناراضگی

ہے۔ اور میری رائے یہی ہے۔ کہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ اسی طرح کیا جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ کہ اب بولو۔ یہ تو انکار کرتے ہیں۔ اس پر شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا۔ کہ انہوں نے زور دیکر یہ فیصلہ کرنے سے ہم کو روکا نہیں تھا۔ اس پر حضرت خلیفہ اول رضؓ نے غصہ سے فرمایا۔ کہ تم انہیں بچہ بچہ کہتے رہتے ہو۔ یہ تو میری تحریر کو سمجھ گئے۔ مگر تمہاری سمجھ میں نہ آئی۔ یہ کس طرح روکتا۔

تمہارے ہاتھ پکڑ لیتا

انہوں نے پھر یہی کہا۔ کہ انہوں نے زور دیکر نہیں روکا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ میرے پاس روکنے کے لئے کیا اختیار تھا۔ آپ لوگ بھی ممبر تھے۔ اور میں بھی ایک ممبر تھا۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ یہ لوگ ہیں جو صحابی کہلاتے ہیں۔ مگر افسوس میرے خلاف ہمیشہ جھوٹ سے کام لیتے رہے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ صرف منہ سے کوئی صحابی نہیں بن سکتا۔ صحابی بننے کے لئے

صداقت پر عمل بہت ضروری ہے

مگر ان لوگوں نے میرے معاملہ میں ہمیشہ یہی راہ اختیار کی ہے۔ اور جھوٹ بولا ہے۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ اس زمانہ میں تو ایک نہ ختم ہونے والا فساد تھا۔ جو چلتا ہی جاتا تھا۔ مگر میں ان باتوں سے گھبراتا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کی طرف سے ایسی باتیں ہمیشہ سے ہوتی رہی ہیں۔ یہ

برادرانِ یوسف

ہیں۔ پہلے برادرانِ یوسف کو تو توبہ نصیب ہو گئی تھی۔ خدا جانے ان کو توبہ نصیب ہوگی یا گناہوں کی وجہ سے اس سے محروم ہی رہ جائیں گے۔ بہرحال میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں۔ کہ دیکھو تمہارے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔ ان واقعات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ محض کوئی نام اختیار کر لینا کوئی کام آنے والی چیز نہیں۔ نام کے لحاظ سے تو ان میں صحابی بھی ہیں۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ جب کبھی موقعہ ملا۔ انہوں نے خواہ مخواہ نیش زنی کی۔ اور کبھی غلط بیانی سے باز نہیں رہے۔

ایک اور واقعہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات کے وقت کا ہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو میں نے ایک اشتہار لکھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری شدید ہے۔ یہ شاید وفات سے ایک دو روز پہلے کی بات ہے میں نے اس میں جماعت کو یہ نصیحت لکھی۔ کہ ہم لوگوں کو اس وقت

سارے جھگڑے مٹا دینے چاہئیں

کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بیماری کی حالت میں ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسلیئے ہمیں قربانی کرنی چاہیئے۔ کہ خاموش رہیں۔ میں نے یہ اشتہار لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کے پاس بھیجا۔ کہ اس پر دستخط کر دیں۔ اور ہم دونوں کی طرف سے یہ شائع ہو جائے۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا۔ کہ چاہیں۔ تو اس میں مناسب اصلاح بھی کر دیں۔ مگر مولوی صاحب نے جواب دیا۔ کہ باہر کی جماعت تو ان جھگڑوں کو جانتی بھی نہیں۔ یہ تو قادیان کے چند لوگوں تک محدود ہیں۔ خواہ مخواہ باہر کی جماعتوں کو ان سے آگاہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ادھر حضرت خلیفہ اول فوت ہوئے۔ اور ادھر ان لوگوں کی طرف سے سب جماعتوں میں چھپے ہوئے اشتہار تقسیم کر دیئے گئے۔ جب میں نے اشتہار مولوی صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ اس وقت وہ اپنے اشتہار لکھ کر لاہور میں چھپوانے کے لئے بھجوا چکے تھے۔ مگر مجھے یہ جواب دیا۔ کہ بیرونی جماعتوں کو ان جھگڑوں سے آگاہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص اس طرح

صداقت کا خون

کر سکتا ہے۔ اس سے دنیا میں اور کیا امید ہو سکتی ہے۔ میرے اشتہار پر دستخط تو اس خوف سے نہ کئے۔ کہ لوگ کہیں گے۔ کہ ایک طرف تو خود یہ باتیں پھیلا رہے ہو۔ اور دوسری طرف کہتے ہو۔ کہ ان جھگڑوں کو بند کر دیا جائے۔ مگر میرے پاس یہ عذر کر دیا۔ کہ بیرونی لوگوں کو تو ان جھگڑوں کا پتہ نہیں۔ ان کو آگاہ کرنے سے کیا فائدہ۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب یہ کہہ کر سلسلہ کی بہت سی کتب قادیان سے لے گئے۔ کہ میں پہاڑ پر جا کر ان کی مدد سے

ترجمۂ قرآن

کروں گا۔ لیکن آج تک وہ کتب واپس نہیں کیں۔ اور ان کی مدد سے کیا ہؤا ترجمہ اور سلسلہ سے تنخواہ لے کر کیا ہؤا ترجمہ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کی ملکیت قرار دیدیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی ہے۔ پس ہماری جماعت کو سمجھ لینا چاہیئے کہ خالی صحبت فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ نام کا صحابی ہونا یا نام کی احمدیت یا اسلام کسی فائدہ کا موجب نہیں۔ بلکہ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ کہ معلوم نہیں کس قصور اور کس گناہ کی وجہ سے کس عذاب میں مبتلا ہو جائے۔ خوب یاد رکھو کہ

اصل جڑ تقویٰ

ہے۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کا خوف جس دل میں نہ ہو۔ وہ متکبر ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ ہم بہت نمازیں پڑھتے ہیں۔ یا بہت چندے دیتے ہیں۔ یا بہت روزے رکھتے ہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ پر احسان کرتے ہیں۔ بہت خطرے کی بات ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والوں کا انجام ہمیشہ بُرا ہی ہوتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ صحابی تھا۔ مگر نماز نہیں پڑھتا تھا۔ باہر کسی جگہ رہتا تھا۔ میں وہاں گیا۔ (خلافت اولیٰ کے وقت) تو میں نے محسوس کیا کہ یہ

نمازوں میں باقاعدہ

نہیں۔ میں نے وہاں کے دوستوں سے کہا۔ کہ مجھے شبہ ہے۔ یہ شخص نمازوں میں غافل ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ آپکے سامنے تو نماز پڑھ لیتا ہے۔ مگر ویسے نہیں پڑھتا۔ اور چندہ بھی نہیں دیتا۔ بلکہ جب کہا جائے۔ تو کہہ دیتا ہے۔ کہ ہم نے بہت نمازیں پڑھی ہیں۔ بہت چندے دیئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا خزانہ کافی بھر دیا ہے۔ اب ہمیں نماز ملی کی اور چندے دینے کی ضرورت نہیں۔ ایسا خیال اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب انسان خیال کرے۔ کہ میرا نمازیں پڑھنا یا چندے دینا اللہ تعالیٰ پر احسان ہے۔ اور اب میں نے کافی احسان کر دیا۔ کب تک کرتا جاؤں۔ حالانکہ اگر وہ نیکیوں کی توفیق ملنے کو

اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان

سمجھتا۔ تو کبھی اس سلسلہ کو بند نہ کرتا۔ کیونکہ کوئی انسان اپنے اوپر احسان کا دروازہ بند کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ مجھے کچھ مل ہی رہا ہے۔ میرا نقصان نہیں ہو رہا۔

میں نے دیکھا ہے۔ ہمارے بعض دوست ان لوگوں کی ایسی باتوں سے چڑتے ہیں۔ حالانکہ چڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ ہوشیار اور بیدار ہونے کی بات ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر

اللہ تعالیٰ کے حضور گر جاؤ

اور ہمیشہ استغفار کرتے رہو۔ کسی نے کہا ہے۔ کہ تب بھی ڈر نہ کر تب بھی ڈر۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا معاملہ بہت ہی نازک معاملہ ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو احسان ہی احسان ہے۔ اور دوسری طرف ناشکری ہی ناشکری ہے۔ انسان کتنی نمازیں پڑھے۔ کتنے روزے رکھے۔ کتنے حج کرے۔ کتنی زکوٰتیں دے۔ کتنا ذکر الٰہی کرے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا احسان وہ نہیں اتار سکتا۔ ایک طرف تو احسان ہی احسان ہے۔ اور دوسری طرف کوتاہیاں ہی کوتاہیاں ہیں۔ اور اگر دل میں ذرا بھی کبر پیدا ہو جائے تو بس بیڑا تباہ ہے۔ یہ لوگ تمہارے لئے

عبرت کا مقام

ہیں۔ جس طرح آباد گھروں کے پاس اجڑے ہوئے گھر عبرت کے لئے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کسی بادشاہ نے کسی بزرگ سے کہا۔ کہ ہمیں تو آپ پر بہت حسن ظنی ہے۔ مگر آپ کبھی نصیحت کے لئے ہمارے پاس نہیں آئے۔ وہ بزرگ بادشاہ کو لے کر اس کے قلعہ کی ایک کھڑکی کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ وہ دیکھیئے! آپکے سامنے آپ سے پہلے بادشاہ کے قلعہ کے کھنڈرات ہیں۔ جس کے سامنے اس قدر عبرت کا سامان ہو۔ اس کے پاس میرے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اس بادشاہ کے پاس سامان آپ سے کم تھے۔ یہی حال آپ کا بھی ہو سکتا ہے۔ تو ہمیں ان لوگوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔ نادان معترض کہتے ہیں۔ کہ کیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گناہ کرتے تھے۔ جو استغفار کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے سامنے

بندے کا مقام ہی استغفار کا ہے

کوئی کتنی قربانیاں کرے کتنی عبادات بجالائے جو

......ہوئی محض اس وجہ سے کہ انکی طرف سے کوئی اندرونی گستاخی ہوئی جس سے یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہوگئے۔ اور یاد رکھو! کہ ایسے خطرات میں تم بھی اور میں بھی گرفتار ہو سکتا ہوں پس استغفار کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔ تا وہ اس مقام سے بچائے۔ اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر

مجلس مشاورت ۱۳۱۹ہش کے موقع پر

نمائندگان مجلس مشاورت کے انتخاب کے متعلق جماعتوں کو ضروری ہدایات

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ مجلس مشاورت ۱۳۱۹ہش کے موقعہ پر جو افتتاحی تقریر فرمائی تھی۔ اس کا ایک حصہ جو انتخاب نمائندگان کے متعلق ہے۔ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات کو ملحوظ رکھ کر مجلس مشاورت کے لئے نمائندگان کا انتخاب فرمائیں۔ امسال مجلس مشاورت ۱۱، ۱۲، ۱۳ شہادت/اپریل ۱۳۲۰ہش/۱۹۴۱ء کو منعقد ہوگی۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اے عزیزو! جو مختلف جہات اور اطراف سے اس مجلس شوریٰ میں شامل ہونے کے لئے جمع ہوئے ہو۔ ہماری ذمہ واریاں اور ہمارے فرائض ایسے نازک ہیں۔ کہ ان کا خیال کرکے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ وہ نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا کام جو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اب وہ ان کے ہاتھوں سے منتقل ہوکر ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بلا استثناء وہ شخص ہے جو اس بات کو جانتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہم اس کام کے اہل نہیں ہیں۔ بلکہ اس کام سے واقف بھی نہیں ہیں۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ کہ ہم ایک ایسی عمارت تیار کریں۔ جو دنیوی عمارتوں کے مقابلہ میں روحانی صنعت میں ایسا ہی رتبہ رکھتی ہو۔ جیسے دنیوی عمارتوں میں مثلاً تاج محل۔ مگر ہم تو جھونپڑے بنانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ مزدوروں کے چھپر بنانے کی بھی ہم میں طاقت نہیں۔ کجا یہ کہ ہم وہ عظیم الشان عمارت تیار کریں۔ جسے دیکھ کر اگلے اور پچھلے لوگ حیران رہ جائیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ یہ کام ہماری طرف سے خود ہی کردے۔ جیسے پرانے قصوں میں بیان کیا جاتا تھا۔ کہ جنات لوگوں کے مکانات بنا جایا کرتے تھے۔ ہماری امیدیں بھی اپنے رب پر ایسی ہی ہیں۔ وہ فرضی جن تو لوگوں کے کیا مکانات بناتے تھے؟ البتہ ہم یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ہمارا رب ہم پر یہ رحم کرے۔ کہ جب ہم سو رہے ہوں۔ تو اپنے فضل سے وہ روحانی عمارت دنیا میں خود بخود کھڑی کردے۔

اور جب ہم جاگیں۔ تو یہ دیکھ کر اس کے حضور سجدات شکر بجا لائیں۔ کہ خدا نے ہم پر رحم کرکے وہ کام خود بخود کردیا ہے۔ جس کا بجالانا ہمیں اپنے لئے بالکل ناممکن نظر آتا تھا۔ اور جس کا کرنا ہمیں سخت مشکل دکھائی دیتا تھا۔ مگر جہاں ایک حصہ اس کام کا ایسا ہے۔ جو دعاؤں اور عاجزی اور زاری سے خدا تعالیٰ سے خدا تعالیٰ سے کروایا جاسکتا ہے۔ وہاں اس کام کا ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جو ہمارے ذمہ ہے۔ اور جس کی طرف اگر ہم نگاہ نہ رکھیں گے۔ اور اگر ہم اپنے اس حصہ کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے کبھی مستحق نہیں ہوسکتے۔ جس کی ہم امید لگائے بیٹھے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمیں اپنے کام کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیئے۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض جماعتیں ایسی ہیں۔ جو مجلس شوریٰ میں اپنے نمائندے اہل چن کر نہیں بھجواتیں۔ چنانچہ میں نے اسی سال کے نمائندگان کی جو لسٹیں دیکھی ہیں۔ ان میں بعض منافق بھی مجھے نظر آئے ہیں۔ بعض نہایت ہی کمزور ایمان والے بھی مجھے دکھائی دیئے ہیں۔ بعض بڑبولے اور معترض بھی میں نے دیکھے ہیں۔ اور بعض یقینی طور پر ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے اندر بہت تھوڑا ایمان رکھتے ہیں۔ اگر جماعتیں اپنے نمائندگان کا صحیح انتخاب کرتیں۔ تو اس قسم کی کوتاہی اور غفلت ان سے کبھی سرزد نہ ہوتی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعتیں یہ نہیں دیکھتیں۔ کہ کون نمائندگی کا اہل ہے؟ بلکہ وہ یہ دیکھا کرتی ہیں۔ کہ کون فارغ ہے۔ جسے قادیان بھیجا جاسکتا ہے۔ اور جب نمائندگی کا سوال ہو۔ تو وہ پوچھ لیتی ہیں۔ کہ کیا کوئی فارغ ہے؟ اور کیا وہ قادیان جاسکتا ہے۔ اس پر جو بھی کہدے کہ میں فارغ ہوں۔ اسے بھجوا دیا جاتا ہے۔ اور یہ قطعی طور پر نہیں سمجھا جاتا۔ کہ اس مجلس شوریٰ کی ذمہ واریاں کتنی وسیع ہیں۔ اور کتنے اہم فرائض ہیں۔ جو نمائندگان پر عاید ہوتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ایک شخص فارغ تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص بڑبولا اور معترض تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص زیادہ آسودہ حال تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص آگے آنا چاہتا تھا۔ انہوں نے ان کو نمائندہ بنا کر قادیان بھیج دیا۔ حالانکہ وہ شخص جو آگے آنا چاہے۔ اور خود بخود کوئی عہدہ مانگے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیشہ ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسے وہ عہدہ نہیں دیا جائے گا۔

پس میں جماعت کو آپ لوگوں کی وساطت سے یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔ کہ جو کام خدا کا ہے۔ وہ تو بہر حال اسے پورا کرے گا۔ مگر جس کام کا ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ اگر ہم اس کام کو دیانتداری کے ساتھ سرانجام نہیں دیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے نزول میں دیر لگ جائے گی۔ پس اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو۔ اور نمائندگی کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کو منتخب کرو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے۔ کہ جماعت نے ابھی تک مجلس شوریٰ کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے صرف اس کو ایک مجلس سمجھ لیا ہے۔ جس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس میں انہوں نے اپنی جماعت کا کوئی نمائندہ نہ بھیجا۔ تو ان کی سبکی ہوگی۔ اسی لئے انہوں نے کامل غور سے کام نہیں لیا۔ اور نمائندہ کے طور پر بعض منافقین کا بھی انتخاب کرلیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بے نمازیوں کو بھی چن لیا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی چن لیا ہے۔ جن کا کام سلسلہ پر ہر وقت اعتراضات کرتے رہنا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ بڑبولے تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وہ معترض تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وہ دولتمند تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ انہیں آگے آنے کا موقعہ ملے۔ حالانکہ اس مجلس شوریٰ کے سپرد ایک ایسا کام ہے۔ جس کی اہمیت اور نزاکت ایسی عظیم الشان ہے۔ کہ اس کو کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ یہ کہ اس مجلس کے سپرد ایک کام یہ بھی ہے۔ کہ اگر کسی خلیفہ کی ناگہانی موت ہوجائے۔ تو یہ مجلس اس کی وفات پر جمع ہو۔ اور نئے خلیفہ کا انتخاب کرے۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی منافقین شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی کمزور ایمان والے لوگ شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی بے نمازی شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی وہ بڑبولے اور معترض شامل ہوں۔ جن کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے بالکل خالی ہوں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس مجلس میں بھی پارٹی بازی شروع ہوجائے گی۔ اور کوئی کسی کی طرف جھک جائیگا۔ اور کوئی کسی کی طرف۔ اور لڑائی جھگڑا اور فساد شروع ہوجائے گا۔ جیسے بعض ناقص العقل اور کمزور جماعتوں میں پریذیڈنٹ وغیرہ کے انتخاب کے موقعہ پر اس قسم کے جھگڑے ہوجایا کرتے ہیں۔ اور جماعت کا ایک حصہ کسی کے متعلق پراپیگنڈا کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا حصہ کسی کے متعلق۔ اور انتخاب کے موقعہ پر بجائے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرنے کے ہر پارٹی یہ چاہتی ہے۔ کہ جس کا اس نے انتخاب کیا ہے۔ وہی پریذیڈنٹ ہو۔ اگر اس قسم کے جھگڑے اور اس قسم کی پارٹی بازی مجلس شوریٰ میں بھی شروع ہوگئی تو اس وقت خلافت نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک ادنیٰ دنیوی انتظام ہوگا۔ جو نہ دین کے لئے مفید ہوگا۔ اور نہ دنیا کے لئے۔ اس مجلس میں تو ان لوگوں کو شامل ہونے کے لئے بھیجنا چاہیئے۔ جن کا ایمان اتنا مضبوط ہو۔ کہ وہ سلسلہ کے فائدے کے لئے اپنے باپ اور اپنی ماں کی بات سننے کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔ کجا یہ کہ وہ ادھر اُدھر سے باتیں سُنیں۔ اور سلسلہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگ جائیں۔ اس قسم کے آدمی تو مجلس شوریٰ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر رہنے چاہئیں۔ کجا یہ کہ ان کو نمائندہ بنا کر اس مجلس میں شامل کرلیا جائے۔

پس یہ ایک خطرناک غفلت ہے۔ جو اس دفعہ جماعت نے کی۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ جماعتیں میری اس ہدایت کو یاد رکھیں گی۔ بلکہ میں جماعت کے کارکنوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ میرے اتنے حصۂ تقریر کو الگ شائع کردیں۔ اور آئندہ بھی شوریٰ کے موقعوں پر ہمیشہ اسے شائع کرتے رہیں۔ تاکہ جماعتیں ان لوگوں کا انتخاب کرکے بھیجا کریں۔ جو تقوےٰ اور دیانت اور عبادت کے لحاظ سے بڑے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ نادانی کا خیال ہے۔ جو بعض جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کہ فلاں چونکہ مالی واقفیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجنا چاہیئے۔ یا فلاں چونکہ بولتا زیادہ ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجنا چاہیئے۔ اگر محض مالی واقفیت کی وجہ سے شوریٰ کی نمائندگی جائز ہو۔ تو پھر تو کوئی ہندو بھی ہمیں نمائندہ بنا لینا چاہیئے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی مالی امور کے متعلق واقفیت رکھتا ہو۔ تو اسے بھی نمائندہ بنا لینا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ بجٹ سے تعلق رکھنے والی یہ باتیں محض سطحی ہیں اور دوسرا درجہ رکھتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانہ میں کونسا بجٹ تیار ہوا کرتا تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کونسا بجٹ ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں بجٹ بنتا ہی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بجٹ نہیں بنتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے زمانہ میں جب کام انجمن کے سپرد ہوا۔ تو اس وقت بجٹ بننے لگا۔ لیکن فرض کرو۔ کہ کسی وقت ہم ضرورتاً اس مجلس کو اڑا دیں۔ تو سلسلہ کو اس سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ پس بجٹ پر بحث ایک سطحی کام ہے۔ اور اگر ہم اس کام کے لئے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا کریں۔ جو مالی معاملات کے متعلق اچھی واقفیت رکھتے ہوں۔ یا بڑ بولے اور معترض ہوں۔ اور نمائندوں کے انتخاب میں نیکی اور تقوےٰ کو مدنظر نہ رکھا کریں۔ تو یہ ایسی ہی بات ہوگی۔ جیسے چہرہ کی صفائی کے لئے کسی کی روح نکال لی جائے۔ اگر روح نہیں ہوگی تو مردہ کی لاش کو لے کر کسی نے کیا کرنا ہے۔ خواہ اس کا چہرہ کیسا ہی چمکتا ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اگر ہمیں ایسے متقی اور نیک لوگ ملیں۔ جو دنیوی علوم سے بھی آگاہ ہوں۔ اور حسابی معاملات میں بھی اچھی دسترس رکھتے ہوں۔ یا اچھے لسّان اور لیکچرار ہوں۔ تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ضرور ایسے ہی نمازی کو چنو۔ جو حساب نہ جانتا ہو۔ یا ایسے ہی نیک شخص کا انتخاب کرو۔ جو بولنا نہ جانتا ہو۔ اگر دونوں خوبیاں کسی میں پائی جائیں۔ تو اسی کا انتخاب کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ لیکن اگر کسی میں نیکی اور اتقا نہیں۔ بلکہ وہ محض دنیوی علوم کا ماہر ہے۔ تو تم اسکی بجائے اس متقی اور پرہیزگار انسان کا انتخاب کرو۔ جو اپنے دل میں دین کا درد رکھتا ہو۔ جو بڑبولا نہ ہو۔ جو اپنے آپ کو آگے کرنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔ اور باایں ہمہ بات کو سمجھنے اور مشورہ دینے کی بھی اہلیت رکھتا ہو۔ مگر یہ کہ صرف دنیوی علوم وفنون کو مدنظر رکھا جائے۔ اور یہ نہ دیکھا جائے کہ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت بھی رکھتا ہے۔ یا نہیں ایک فضول بات ہے۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور متعلقہ کارکنوں کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس حصۂ تقریر کو بقیہ جماعت تک پہنچا دیں۔ اور پھر متواتر پہنچاتے رہیں۔ کہ مجلس شوریٰ کے نمائندے ایسے ہی منتخب کرنے چاہئیں۔ جن کے اندر تقویٰ اور طہارت ہو۔ جو لوگ لڑاکے اور فسادی ہوں۔ نمازوں کی پابندی کرنے والے نہ ہوں۔ جھوٹ بولنے والے ہوں۔ معاملات کے اچھے نہ ہوں۔ بلاوجہ ناجائز افترا اور اعتراض کرنے والے ہوں۔ یا منافق اور کمزور ایمان والے ہوں۔ ان کو بطور نمائندہ انتخاب کرنا جماعت کی جڑ پر تبر رکھنا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو مجلس کے قریب بھی نہیں آنے دینا چاہیئے۔ چاہے وہ کروڑوں روپیہ کے مالک ہوں۔ اور چاہے وہ باتیں کر کے تمام مجلس پر چھا جانے والے ہوں۔ ہمارے لئے وہی لوگ مبارک ہیں۔ جن کے اندر دین اور تقویٰ ہے۔ خواہ وہ اچھی طرح بول بھی نہ سکتے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جن میں دین اور تقویٰ نہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی لسّان اور لیکچرار ہوں۔ اور خواہ ان کے گھر سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے ہوں۔ ہمیں ان کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اور وہ اس مجلس سے جس قدر دور رہیں۔ اتنا ہی ہمارے لئے اچھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو خدا تعالیٰ کا ایک جلالی نشان

۶؍ مارچ ۱۹۴۱ء کا دن گزر گیا۔ جو آج سے ۴۴ سال پیشتر یعنی ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے خدا تعالیٰ کے ایک چمکتے ہوئے نشان کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ وہ نشان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی زبردست تجلی کا ظہور تھا۔ کیونکہ زندہ خدا اپنے زندہ نشانات کے ذریعہ ہی پہچانا اور شناخت کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ دلیل اور ثبوت تھا اس امر کا کہ اسلام کی سچی پیروی کرنے والے ہمیشہ خدا تعالیٰ سے نشان پاتے ہیں۔ آریہ سماجیوں کے دماغوں پر ان ایام میں یہ خیال غالب تھا۔ کہ وہ فلسفیانہ دلائل کی وجہ سے اسلام کے حقائق و معارف کو کچل کر رکھ دیں گے۔ اور اسلام کو دنیا سے نابود کر دیں گے۔ آریہ سماج کی اس تحریک کے ساتھ ان کا گندہ لٹریچر جلتی آگ پر تیل کا کام دے رہا تھا۔ مسلمانوں ہاں ان مسلمانوں میں سے جن کا کثیر حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام سے برائے نام وابستہ تھا۔ ایک حصہ ایسا بھی تھا۔ کہ جن کے دلوں میں ان آریہ تحریکات نے ناسور پیدا کر دئے تھے لیکن آریہ سماج کا یہ طریقِ عمل ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر اسلام کا زندہ خدا خاموش رہتا۔ اس لئے اس ارحم الراحمین خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی صداقت اور آریہ دھرم پر اسکی برتری ثابت کرنے کے لئے ایک خاص نشان دیا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مغضوب اور ضالین بنانا پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے مامور و مرسل اس لئے دنیا میں آتے ہیں۔ کہ وہ اپنے مخالفین کو ہلاک ہوتا دیکھیں۔ مگر خدا تعالیٰ جہاں غفور الرحیم اور رحمٰن ہے۔ وہاں اسکی صفات میں سے جبار۔ ذوالانتقام اور قہار بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے۔ وہاں دوسری طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی غلامی میں تمام انبیاء کے لباس میں بھی مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے آپ کو جمال اور جلال دونوں قسم کے نشانات عطا کئے گئے۔ سو ان عظیم الشان نشانوں میں سے ہی ایک نشان پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل کا واقعہ ہے۔ جو کہ ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو پیشگوئی کے عین مطابق ظہور پذیر ہوا۔ اس دن کی یاد سے ہمارا مدعا یہ نہیں۔ کہ کسی کے دل کو دکھایا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ہم زندہ خدا کے اس زندہ نشان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھیں۔ اور متلاشیانِ حق اور جویانِ صداقت کو اس سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور اگر حقیقت کے اظہار اور خدا تعالیٰ کی باتوں کے پورا ہونے کے ذکر کے ساتھ کسی کا دل دکھے۔ تو اس کے ہم ذمہ وار نہیں۔

سو وہ نشان یہ تھا۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام آریہ قوم اور اسکے بانی پنڈت دیانند جی کو دعوت اسلام دی۔ جس کا جواب آریہ قوم کی طرف سے نہایت سختی اور درشتی کے ساتھ دیا گیا۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے تکذیب براہین احمدیہ نامی کتاب لکھ کر اسلام کے خلاف سخت بدزبانی کی اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بعض پیشگوئیاں شائع کیں۔ اور آپ سے بھی یہ مطالبہ کیا۔ کہ میری نسبت جو پیشگی چاہو۔ شائع کرو۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی شائع فرمائی کہ:-

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔"

آخر کار ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت لیکھرام صاحب کسی کے ہاتھ سے جس کا سراغ آج تک باوجود انتہائی کوشش کے نہ آریوں کو ملا۔ اور نہ ہی حکومت کو معلوم ہو سکا پیشگوئی کی میعاد کے اندر قتل ہو گئے۔ اور غیر مسلموں کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پنڈت لیکھرام صاحب کے متعلق یہ پیشگوئی کوئی معمولی پیشگوئی نہ تھی۔ بلکہ ایک ایسی زبردست پیشگوئی تھی۔ کہ جو دراصل متعدد پیشگوئیوں کا مجموعہ تھی۔ مثلاً (۱) پیشگوئی میں چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی۔

(۲) مارے جانے کا دن عید سے ملحق دن بتلایا گیا تھا۔ (و بشرنی ربّی وقال مبشرا۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب)

(۳) موت کی قسم بذریعہ قتل ہونا بتلائی گئی تھی۔ (بترس از تیغ بران محمد)

(۴) ۲؍ اپریل ۱۸۹۳ء بروز اتوار کے کشف میں ظاہر کر دیا گیا۔ کہ موت اتوار کو ہوگی۔ نیز

(۵) یہ کہ موت کا وقت چار بجے صبح سے پیشتر یعنی رات کے وقت موت ہوگی۔

(۶) ستعرف یوم العید کے الفاظ میں بتلایا گیا تھا۔ کہ اس نشان کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی زندہ ہونگے۔

(۷) موت یکدم واقع نہ ہوگی۔ بلکہ ایسے رنگ میں ہوگی۔ کہ مقتول "عذاب شدید" کو محسوس کر سکے۔ چنانچہ قتل کا واقعہ چھ بجے شام کو ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر موت اس واقعہ کے آٹھ گھنٹے کے بعد یعنی دو بجے شب کو جاکر ہوئی۔ م

الغرض خداتعالیٰ کا یہ جلالی اور قہری نشان دراصل بہت سی پیشگوئیوں کا مجموعہ تھا۔ جو حق کے متلاشیوں پر اتمام حجت کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ خداتعالیٰ کے انبیاء نہایت رحمدل ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے دشمنوں تک کے لئے بھی دعا ہی کرتے ہیں۔ مگر جس کی قسمت ہی محرومی ہو۔ اور اس نے جلال الٰہی کا نشانہ بن کر ہی رہنا ہو۔ اسے کون بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جلالی نشان کے ظہور سے پیشتر اگر سچے دل سے دعا۔ انابت الی اللہ۔ توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کیا جائے۔ اور خدا کے پیاروں سے دعا کرائی جائے۔ تو پھر بھی عذاب ٹل جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر لیکھرام رجوع کرتا۔ زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا۔ کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ میں اس کے لئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا۔ کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا۔ تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں مانتا ہوں۔ اس سے کوئی بات انہونی نہیں" (سراج منیر صفحہ ۲۶)

لیکن چونکہ آریہ سماج اس بات کی معتقد ہے کہ توبہ و استغفار سے خداتعالیٰ کسی کو نہیں بخشتا بلکہ عذاب دیکر ہی رہتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض جرائم کی سزا میں ہزاروں جونوں میں مبتلا کئے رکھتا ہے۔ اس لئے جب پنڈت لیکھرام صاحب نے خداتعالیٰ کی صفات غفور رحیم سے اعتقاداً روگردانی کی۔ تو خداتعالیٰ نے بھی اپنی ان صفات کے مفاد سے انہیں محروم رکھا۔

دراصل یہ واقعہ اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ تھا۔ اسلام کے پہلوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل جب ویدک دھرم کا پہلوان آیا۔ تو خداتعالیٰ نے اس مقابلہ میں انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے قرآنی ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فتح و کامرانی دی۔ ورنہ اگر آریہ دھرم مبنی بر حقانیت اور زندہ مذہب ہوتا۔ تو کیونکر ممکن تھا۔ کہ آریہ سماج کے نمائندہ پنڈت لیکھرام صاحب کی پیشگوئیاں غلط ہوتیں کیونکہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت الی الاسلام پر آریہ سماج کے اس نمائندہ نے ہی ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں یہ پیشگوئیاں کی تھیں:۔

(۱) "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی
(۲) غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔

خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائے گا۔" (کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۸)

اس کے بعد ایک اور اشتہار میں ۱۸۸۶ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے پنڈت لیکھرام صاحب نے لکھا:۔

"آپ کے ابد تک کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتلاتا ہے۔ ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹ - ۵۰۰)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے تقول الی اللہ۔ افتراء علی اللہ کے دعاوی میں یہ پیشگوئیاں کی ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت جلد مٹ جائے گی
(۲) غایت درجہ آپ کی شہرت تین برس تک رہے گی۔
(۳) قادیان میں جو یہ عارضی شہرت رہے گی وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہوگی۔ مگر وہ بھی تین سال کے اندر معدوم ہو جائے گی۔
(۴) آپ کے ہاں کوئی لڑکا ابد تک پیدا نہ ہوگا۔
(۵) بلکہ تین سال کے اندر اندر بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔
(۶) اور کوئی لڑکی تک بھی پیدا نہ ہوگی۔

یہ وہ پیشگوئیاں تھیں۔ جو آریہ سماج کے نمائندہ نے مارچ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں کیں۔ اور ان سب کی مدت تین سال اور وہ بھی "غایت کار" ظاہر کی۔ پھر یہ بھی ایک موقع پر دعا کی۔ کہ:۔

"اے پرمیشور ہم دونوں (حضرت مرزا صاحب اور پنڈت لیکھرام) فریقوں میں سچا فیصلہ کر" سو حق و باطل میں فیصلہ کر کے دکھانے کے لئے خداتعالیٰ نے پنڈت لیکھرام صاحب کو اس وقت تک نہیں مرنے دیا۔ جب تک کہ انہوں نے خود ہی اپنی آنکھوں سے اپنے مفتریانہ دعاوی کی تبطالت کو نہ دیکھ لیا۔ کیونکہ یہ پیشگوئیاں ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھیں۔ اور پنڈت لیکھرام صاحب کی موت ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو واقع ہوئی تھی۔ اور یہ وہ مدت ہے۔ کہ جس کے اندر اندر ہی پنڈت لیکھرام صاحب کی پیشگوئیوں کی انتہائی میعاد تین سال تین مرتبہ ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی مارچ ۱۸۸۶ء سے مارچ ۱۸۹۷ء تک گیارہ سال ہوتے ہیں۔ اور پنڈت صاحب کی پیشگوئیوں کی میعاد ۱۸۸۹ء کو ختم ہوتی تھی۔ مگر اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۸۸۶ء میں "عصمت" نام صاحبزادی اور ۱۸۸۷ء میں صاحبزادہ بشیر اول پیدا ہوئے۔ اور ان کے بعد اسی میعاد کے اندر یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ "فرزند دلبند گرامی ارجمند" عطا فرمایا۔ جو "مصلح موعود" "پسر موعود" اور "فضل عمر" کی پیشگوئیوں کا مصداق "محمود" ایدہ اللہ الودود نام خدا کے فضل سے اب تک حیات ہے۔ (اللھم متعنا بطول حیاتہ)

اور پھر پنڈت لیکھرام صاحب کی زندگی میں ہی ایک اور صاحبزادی "شوکت" پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور کیپٹن حضرت مرزا شریف احمد صاحب (متعنا اللہ بطول حیاتہما) بھی ۱۸۹۷ء سے پہلے ہی پیدا ہوئے۔ حالانکہ مارچ ۱۸۹۷ء کے بعد آپ کے ہاں جو اولاد پوتے پوتیاں وغیرہ پیدا ہوئیں۔ وہ مزید برآں ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے تو کہا تھا۔ کہ آپ کی تمام ذریت اور سب سلسلہ تین سال کے اندر اندر معدوم ہو جائیں گے۔

مگر آج جبکہ ان کی پیشگوئیوں پر ۵۵ برس گزر چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد کی تعداد ۹۵ اور زندہ اولاد کی تعداد ۵۷ ہے۔ اور سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی اولاد کی تعداد ۲۸ یعنی ۱۳ صاحبزادے ۹ صاحبزادیاں ۲ پوتے۔ ا پوتی۔ ایک نواسہ اور ۲ نواسیاں ہیں۔ اللھم زد فزد۔ اور جو روحانی اولاد اور قادیان کی ترقی کا حال ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ عیاں راچہ بیاں

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام صاحب کے بارہ میں جو جو پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔ وہ تمام کی تمام بفضلہ تعالیٰ پوری ہو کر رہیں۔ اور اس طرح خداتعالیٰ نے ثابت کر دیا۔ کہ اسلام اور ویدک دھرم میں سے زندہ مذہب اسلام ہی ہے۔ اور اسکی تائیدات بھی اسی کے پیروکاروں کے شامل حال ہیں۔

یہ دونوں طرف کے نشانات آریہ قوم کے لئے خصوصاً اور دیگر لوگوں کے لئے عموماً کوئی معمولی نشانات نہیں۔ اس لئے مبارک ہیں وہ لوگ جو خداتعالیٰ کی ان پوری ہونے والی باتوں سے اور اسکی ان تجلیوں سے حق و صداقت کو پہچان کر قبول کرتے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں۔ اے کاش ہمارے آریہ سماجی بھائی بھی غور کریں اور دیکھیں۔ کہ حق و راستی کس طرف اور زندہ خدا کس مذہب سے حاصل ہو سکتا ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار رسید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

م (استفتاء صفحہ ۱۶) کہ لیکھرام صاحب کا چھ برس میں کام تمام ہو جائیگا [illegible] یقینی امر ہے فی سبیل ۹۸ء [illegible] کے مطابق پنڈت صاحب [illegible] ۶ مارچ ۱۸۹۷ء [illegible] قادیان سے شائع ہوئی [illegible]

قابل توجہ افسران محکمہ ٹیکا چیچک
قصبہ میانی افغاناں میں ایک
وکسی نیٹر کی خلاف قانون کارروائی

مورخہ ۱۱/۲ الہ کو میں نے اپنی خورد سالہ لڑکی قدسیہ کو برائے لگانے ٹیکہ چیچک ایک دوسری لڑکی کے ہمراہ میاں کرار خانصاحب رئیس اعظم کے دیوانخانہ میں بھیجا۔ کیونکہ وکسی نیٹر صاحب وہاں ہی ٹھیرے ہوئے تھے۔ جب رجسٹر ٹیکہ میں اندراج مذہب کا سوال ہوا۔ تو لڑکی نے کہا۔ کہ ان کا مذہب احمدی ہے۔ تو میاں محمد یعقوب خاں صاحب نے جو کہ میاں کرار خاں صاحب کے چھوٹے برادر ہیں۔ کہا۔ کہ یہ تو مسلمان بھی نہیں ہیں۔ ان کو مرزائی لکھو۔ چنانچہ وکسی نیٹر صاحب نے مرزائی رجسٹر میں درج کر دیا۔ بعد ازاں مجھے پتہ لگا۔ تو میں نے وکسی نیٹر صاحب سے دریافت کیا۔ کہ آپ نے میرے مذہب کو بگاڑ کر بجائے احمدی کے مرزائی کیوں لکھا۔ جبکہ آپ کو احمدی کہا گیا تھا۔ وکسی نیٹر صاحب نے کہا۔ کہ مجھے خانصاحب محمد یعقوب خاں نے مجبور کیا تھا۔ کہ ان کو مرزائی لکھو۔ افسران محکمہ ٹیکہ چیچک ضلع ہوشیارپور وکسی نیٹر صاحبان کو ہدایت فرماویں۔ کہ کسی بارعب اشخاص کے رعب میں آکر کسی کے مذہب کو بگاڑ کر اندراج رجسٹر نہ کیا کریں۔ اپنے فرض منصبی کو مدنظر رکھ کر جو مذہب بتایا جاوے۔ وہی تحریر کیا کریں۔ اور مندرجہ بالا شکایت کی بعد تحقیق دادرسی فرمائی جاوے۔

کہ کیوں ایسا ہوا؟

سندھی شاہ احمدی میانی افغاناں تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن!

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تیری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

(مسیح موعودؑ)

مولوی ثناء اللہ صاحب مکذب امرتسری جیسا ناکام دشمن سلسلہ عالیہ احمدیہ جس دل و دماغ کا انسان ہے۔ گذشتہ مکذبین انبیاء میں بھی اس کا ثانی مشکل سے مل سکتا ہے۔ یہ وہ بدنصیب انسان ہے۔ جس نے جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گڑگڑا کر یہ التجا کی تھی۔ کہ میرے لئے آپ کی صداقت کا کوئی ایسا نشان ہونا چاہیئے۔ جس کو میں دیکھ کر فائدہ اٹھاؤں۔ اگر میری موت کا نشان دکھایا گیا۔ تو مجھے اس سے کیا ہدایت ہوگی۔ خدائے عزوجل علام الغیوب نے اسکی اس التجا کو منظور کیا۔ اور موت سے چھوٹ گیا۔ تا اسکو یہ عذر نہ ہو۔ کہ میں نے تو زندہ رہ کر نشان دیکھنا چاہا تھا۔ تاکہ ہدایت پاؤں۔ مجھ کو موت دیکر ہدایت سے محروم کر دیا۔ میرا کیا قصور ہے۔ زندہ رکھ کر اس کو نشان پر نشان دکھائے۔ مگر وائے قسمت امرتسری۔ کہ اس نے کسی نشان سے بھی عبرت نہ حاصل کی۔ ایسا سنگدل اور ظالم مکذب جس کی فطرت مسخ ہو کر ہر ایک بدیہی اور بیّن نشان کی تکذیب پر آمادہ رہتی ہے۔ کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اس خدا ناشناس نے ہر موقع پر جو نشان بھی دیکھا۔ اسکی تکذیب کرنا ہی اپنی زندگی کی علت غائی قرار دی۔ جنگ عظیم والی پیشگوئی نے اس پر اثر نہ کیا۔ زلزلہ بہار و کو ئٹہ وغیرہ سے اسکو عبرت نہ ہوئی۔ طاعون وغیرہ وبائی امراض سے یہ نہ ڈرا۔ سلطان عبدالحمید خاں آف ٹرکی والی پیشگوئی سے اسکو نفع نہ ہوا۔ زارِ روس کی حالت زار اسکو نہ سمجھا سکی امیر کابل کا قتل اور امان اللہ کا مدوجزر اسکی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوا۔ نادر شاہ کا قتل اس کو راہ پر نہ لایا۔ سیلاب و طوفان باد و باراں اس کے لئے کافی نہ ہوا۔ موجودہ جنگ کا نشان اسکو راہ پر نہ لاسکا۔ غرض خدا کے ہر قہری نشان کو اس نے ایک معمولی سمجھ کر سرسری نظر سے دیکھا۔

پھر سُن لے او امرتسری عیار! خدا کے فرستادہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ ؎

قہری نشانوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

"اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جسکی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار
فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے
جس سے قیمہ بن کے پھر دیکھیں گے قیمہ کا بگھار
وحیٔ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوق عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں
اس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
جس سے پڑ جائیگی اک دم میں پہاڑوں میں بغار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار
کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایام بہار"

او عاقبت نا اندیش امرتسری نادان! اس پیشگوئی کو خدا کا خوف دل میں رکھ کر بار بار پڑھ اور پھر خدا سے ڈر۔ کیا یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور تو دیکھ رہا ہے یا نہیں؟ یاد رکھ ؎

"نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنے والی ہے"

دیکھ اپنا تازہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء کے صفحہ ۱۹ کا پہلا کالم جس میں "خدائی قہر" کا تُو نے بالفاظ ذیل اقبال کیا ہے۔

"خدائی قہر"

"ایک طرف تو موجودہ جنگ خدائی قہر کی شکل میں نمودار ہے جس سے کروڑہا روپیہ کا مالی نقصان ہو رہا ہے۔ جانی نقصان اس کے علاوہ ہے۔ مگر اس نقصان پر فریق مخالف اپنی کامیابی پر اتراتا ہوا اپنے کارناموں کو فخریہ بیان کرتا ہے۔ لیکن اس ہفتہ یورپ میں خدائی قہر بصورت طوفان باد نازل ہوا۔ جسکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

لندن ۱۷ فروری۔ اس ہفتہ کے خاتمہ پر جزیرہ نما ائبیریا میں شدید قسم کا طوفان آیا۔ یہ طوفان اٹھارہ سال کے بعد آیا ہے۔ لزبن میں طوفان کی رفتار کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کے مطابق وہ ۸۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ مگر سنٹرا میں جبکہ طوفان بہت ہی خطرناک تھا۔ اسکی رفتار ۱۲۵ میل فی گھنٹہ تھی۔ اس سلسلہ میں تفاصیل مظہر ہیں۔ کہ دریائے ٹاگوز میں برطانوی جہاز "کلانڈ" لنگر ڈالے کھڑا تھا۔ اس طوفان کے باعث لنگر کا رسہ ٹوٹ گیا۔ اور جہاز ڈوب گیا۔ اس کے علاوہ مزید ۱۶ جہاز بھی ڈوب گئے۔ درخت اور لیمپوں کے سٹینڈ اکھڑ گئے۔ ٹیلیفون اور تار کے سلسلے بالکل منقطع ہو گئے۔ سنگ وخشت کے ٹکڑے ہوا میں اڑ رہے تھے۔ اور کارخانوں کی چمنیاں تاش کے پتوں کی طرح زمین پر گر رہی ہیں۔ گیس کے کارخانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ براڈکاسٹنگ سٹیشن بند ہو گیا ہے۔ دیگر ذرائع کی اطلاعات واضح کرتی ہیں۔ کہ ہر جگہ تباہی انتہائی خوفناک ہوئی ہے۔ بہت سی ریلوے لائنیں ناکارہ ہو گئی ہیں۔ ہسپانیہ میں ایک گاڑی ایک پل سے اڑ گئی۔ تین یا چار ڈبے دریا میں گر گئے۔ لوگوں کو بچانے والے والنٹیروں کی پارٹیاں ابھی تک گم شدگان کی تلاش میں ہیں۔ ۲۰ آدمی مر گئے ہیں۔ اور سو سے زیادہ زخمی ہوئے ہیں۔ ایرول اور سالنسے بستیوں کے درمیان سڑک۔ ریل اور ٹیلیفون کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا ہے۔ الجیرس اور کارذوبا کے مکانوں کی چھتیں بھی اڑ گئی ہیں"۔

(پرتاب لاہور ۱۹ فروری ۱۹۴۱ء صٓ۳)

یورپ کے علاوہ ہندوستان میں صوبہ بنگال میں عذاب الٰہی بصورت ژالہ باری نازل ہوا جسکی کیفیت حسب ذیل ہے

کلکتہ ۱۹ فروری۔ برہمن باڑیہ سب ڈویژن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں ۱۲۰ مربع میل رقبہ پر شدید ژالہ باری ہوئی۔ اس موقعہ پر بڑے زور کی آندھی آئی جس سے کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اور مکانوں کو نقصان پہنچا۔ کئی کشتیاں دریا میں غرق ہو گئیں۔ اور بے شمار مویشی اور پرندے مر گئے۔ بعض اولے دو دو سیر کے تھے۔ اب تک پانچ اشخاص کی ہلاکت کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

حبّ اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاطِ حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز۔ نیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں موٹا۔ تازہ خوبصورت معلوم ہونا بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے مُنہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں وکشمیر نے آپکے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دوا خانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول رضؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس قدر شدید ژالہ باری ہوئی۔ کہ اے۔ بی ریلوے کے کچھ حصے پر ریلوں کا چلنا ناممکن ہو گیا۔"

اہلحدیث جنگ کے علاوہ ان خدائی عذابوں کا نزول آیۃ کریمہ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ما کے ماتحت سمجھنا چاہیئے۔ آج اس آیت کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم عاجز بندوں کے حال پر رحم فرما کر ہماری مشکلات کا خاتمہ کرے۔" (اہلحدیث)

اگر اب بھی تو برسر انکار ہی ہوا اور خدا کے فرستادہ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو نہ مانا۔ تو پھر یاد رکھ۔ کہ ؎

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائیگا جیسے ہتوڑے سے لوہار

قابل تقلید مثال اور شکریہ

فاروق مورخہ ۱۲ر تبلیغ ۱۳۲۰ ہش میں جن تین غریب احمدیوں کے نام فاروق جاری کرانے کے لئے تحریک کی گئی تھی۔ الحمد للہ کہ ان میں سے دو دوستوں کے لئے مکرمی میاں محمد اعظم عبد القیوم صاحب بھیروی نے مبلغ پانچروپیہ ارسال فرمائے ہیں۔ کہ ان کے نام فاروق جاری کر دیا جائے۔ لیکن اب چونکہ فاروق بجائے ہفتہ وار کے ہفتہ میں دو بار خدا کے فضل سے شائع ہوگا۔ اسلئے اس کا چندہ آئندہ ساڑھے چار روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور میاں محمد اعظم عبد القیوم صاحب نے موجودہ چندہ کے لحاظ سے دو اخباروں کا چندہ پانچروپیہ عطا فرمایا ہے۔ اسلئے یا تو چھ ماہ تک ان کے نام اخبار جاری رہے گا۔ یا پھر کوئی اور باہمت اور صاحب ثروت دوست مبلغ چار روپیہ عطا فرماویں۔ تو دونوں کے نام سال بھر تک فاروق ہفتہ میں دو بار جاری کیا جائے گا۔ اور تیسرے دوست کے نام بھی کوئی کریم النفس دوست جاری کرا دیں۔ تو موجب اجر عظیم ہوگا۔ میں میاں محمد اعظم و عبد القیوم صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے سبقت کر کے یہ اجر حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ ان کو اس کا ثواب دارین میں عطا فرمائے۔ اور دیگر باہمت صاحب وسعت دوستوں کو بھی انکی تقلید کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسی درخواستیں اکثر آتی رہتی ہیں۔ اگر دوست تھوڑی تھوڑی رقم زائد بطور امداد بھیجدیا کریں۔ تو بہت سے غریب بھائیوں کے نام فاروق جاری کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین۔

پیغامی مشن!

ووکنگ مشن سے غیر مبایعین کی انجمن کا کوئی تعلق نہیں

اہل پیغام کی طرف سے کبھی کبھی یہ اظہار ہوتا رہتا ہے۔ کہ انگلستان کا ووکنگ مشن بھی ان کا مشن ہے۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں بھی اخبار پیغام صلح میں اپنے مشنوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"تین مشن یورپ میں قائم کئے۔ اول ووکنگ مشن جو کہ اس انجمن (اشاعت اسلام لاہور) کی بنیاد رکھا جانے سے دو سال پہلے قائم ہو چکا ہے۔ لیکن ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۰ء تک اسی انجمن (غیر مبایعین) کی زیر نگرانی کام کرتا رہا۔ اب ایک علیحدہ ٹرسٹ اس کا انتظام کر رہا ہے جس میں احمدیہ جماعت لاہور کے ممبران کے ساتھ دیگر معززین بھی ٹرسٹی ہیں۔"

گویا اصل متولی تو غیر مبایعین ہی ہیں۔ ساتھ ساتھ دیگر معززین بھی اہل پیغام نے شامل کر لئے ہیں۔ اس طرح ووکنگ مشن کو جناب امیر پیغام اپنے تبلیغی کارناموں میں شمار کر کے اپنا مشن قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ

"ووکنگ مسلم مشن انگلستان میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور (یعنی غیر مبایعین) کا کوئی تعلق نہیں۔"

چنانچہ اس سلسلہ میں ہمارے معزز دوست بابو عبد الکریم خانصاحب یوسف زئی تار ماسٹر پونچھ نے خواجہ عبد الغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مشن سے لمبی چوڑی خط و کتابت کر کے کل حقیقت اس مشن کی معلوم کی ہے۔ اور وہ تمام خط و کتابت بجنسہٖ یوسف زئی صاحب نے ہمیں عطا کر دی ہے۔ جس کو ہم انشاء اللہ حسب ضرورت فاروق میں شائع کر کے ناظرین فاروق کے لئے دلچسپی کا موجب بنائیں گے۔ آج کی صحبت میں ہم ان خطوط سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

خواجہ عبد الغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مشن بجواب مکرمی بابو عبد الکریم خانصاحب یوسف زئی اپنے اپریل ۱۹۳۸ء کے خطوں میں لکھتے ہیں۔

کہ بجواب استفسارات

(۱) "ایک انگریزی ٹریکٹ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ اس میں آپ کو ٹرسٹیوں کی فہرست نظر آئے گی۔ اس میں فوت شدہ ٹرسٹی کے اسماء گرامی بھی ہیں۔ اور موجودہ کے بھی۔ اس میں شیعہ بھی ہیں۔ سنی بھی۔ الغرض مختلف فرقہائے اسلام کے احباب شامل ہیں۔"

(۲) "ٹرسٹ کسی خاص فرقہ اسلام کا اسلام مغربی دنیا میں پیش نہیں کرتا۔ اور نہ کسی خاص فرقہ کی تشہیر کرتا ہے۔ اسکی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ یہ کسی فرقی انجمنوں یا جھمیلوں میں نہیں پڑتا۔ اس امر کے لئے اس کا گذشتہ ۲۷ سالہ لٹریچر از فروری ۱۹۱۳ء لغایت مارچ ۱۹۴۰ء شاہد ہے۔"

(۳) "ووکنگ مسلم مشن انگلستان میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور (غیر مبایعین کی انجمن) کا کوئی تعلق نہیں۔"

(۴) "مشن کا کبھی بھی یہ فیصلہ نہیں۔ کہ ووکنگ مشن (مسجد) کا امام احمدی ہو۔ ۲۷ سالہ زندگی مشن میں مختلف فرقہائے اسلام کے امام رہ چکے ہیں۔"

(۵) "یہ مشن ولایت میں وفات مسیح پر کوئی زور نہیں دیتا۔ اور نہ ہی حیات مسیح پر۔ آپ اس کا سابقہ لٹریچر ملاحظہ کر کے خود ہی دیکھ سکتے ہو۔"

(۶) "حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ اسلام میں جو نام نہاد فرقے ہیں۔ ان میں کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ اس لئے ان اسلامی فرقوں کو فرقہ کہنا ہی غلطی ہے۔ اور خدا کا احسان ہے۔ کہ جس لعنت کا شاکی آج یورپ اور امریکہ ہے۔ اس سے اسلام پاک ہے۔ یہی میرا (خواجہ صاحب کا) مذہب ہے۔ اسی بنا پر میں نے کئی دفعہ علی الاعلان بیان کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ اور جو مفروضہ فرقے ہیں۔ ان کا غیر مذاہب اور بالخصوص مغربی اقوام کے سامنے ذکر کرنا اسلام کے حق میں سمّ قاتل ہے۔"

(۷) "حضرت خواجہ صاحب نے کسی بھی رنگ میں کبھی بھی مرزا صاحب کی شخصیت کو مغربی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔"

(۸) "ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ (انگلستان) کا نہ تو قادیان سے تعلق ہے۔ اور نہ ہی احمدی تحریک سے۔"

(۹) "ٹرسٹ کی طرف سے قطعی ولایت میں چھوڑ دنیا بھر میں کہیں بھی وفات مسیح پیش نہیں کی جاتی۔"

(۱۰) "جو شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

ناظرین ووکنگ مشن کے سیکرٹری صاحب کے مندرجہ بالا بیانات تحریری ملاحظہ فرما کر امیر پیغام اور اہل پیغام کے اس بے بنیاد ادعاء باطل کی کہ ووکنگ مشن ان کا قائم کردہ یا ان کا تبلیغی مشن ہے۔ تصدیق کر لیں۔ کہ کہاں تک درست ہے۔ اور اہل پیغام بھی اگر کوئی جواب اس کا رکھتے ہیں۔ تو لکھیں۔ تا کہ بقیہ خط و کتابت بھی پیش کر دی جائے۔

احباب کے لئے نادر علمی تحفے

(۱) **براہین احمدیہ ہر چہار حصہ** حضرت اقدس عم کی یہ کتاب $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز پر نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مجلد عہ۱۲ر۔ بے جلد عہ۸ر

(۲) **ایام الصلح اردو** حضرت اقدس عم کی یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب دوبارہ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز پر طبع کروائی گئی ہے۔ قیمت فی ۱۲ر

(۳) **کلام النبی** جسے نظارت تعلیم و تربیت نے زنانہ گرلز سکول کے لئے بطور نصاب مقرر فرمایا ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ قیمت فی ۸ر

روئیداد جلسہ خلافت جوبلی جلسہ خلافت جوبلی کی مکمل روئیداد تیار کر کے شائع کی گئی ہے قیمت ۱؎

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتب کا سٹ جو پہلے پچاس روپیہ میں آتا تھا۔ اب صرف پچیس روپیہ میں طلب کریں۔

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع ۵۸۰۰ ۔ منکہ محمد صدیق ولد برکت علی قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی سکنہ فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۱ ۱۹۴۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت میری آمد بصورت تنخواہ مبلغ عــه/۲ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: محمد صدیق اسسٹنٹ اکونٹنٹ محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ ٹاہلی ضلع تھر پارکر سندھ۔ گواہ شد سید محمد بقلم خود۔ گواہ شد عبد المنان بقلم خود

ع ۵۸۰۳ ۔ منکہ محمد عبد الصمد ولد حکیم محمد عبد الغنی صاحب قوم شیخ صدیقی پیشہ طبابت عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت اپریل ۵ ۱۹۰۵ء ساکن دہلی وارد حال انچولی ڈاکخانہ خاص ضلع میرٹھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد ایک مکان خام مالیتی چارسو روپیہ ہے۔ واقعہ انچولی ضلع میرٹھ۔ اس میں نصف کا شریک میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں اپنے حصہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے پر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔

میرا گذارہ طبابت پر ہے۔ میری ماہوار آمد قریباً ۲۵ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ کہ اپنے مکان کے حصہ کی قیمت بھی اپنی زندگی میں ہی ادا کردوں۔

العبد عبد الصمد بقلم خود۔ گواہ شد عبد الواحد حکیم محمد عبد الصمد صاحب موصی۔ گواہ شد الطاف حسین محرر بیت المال

ع ۵۸۰۴ ۔ منکہ صدیقہ بیگم زوجہ مولوی شریف احمد صاحب مولوی فاضل قوم شیخ پیدائشی احمدی ساکن بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۱۳۲۰ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد ایک جوڑی کانٹے طلائی قیمتی عــه۱۳ اور ایک جوڑی بند نقرئی قیمتی ۸عہ روپے اور مہر مبلغ یکصد روپیہ ہے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یہ کل جائیداد یکصد بیس روپے ہے۔ لہٰذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں۔ نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔

العبدہ۔ صدیقہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد شریف احمد مولوی فاضل خاوند موصیہ۔ گواہ شد: محمد الدین احمدی بقلم خود کاتب الحروف فضل الدین بنگوی عفی عنہ بنگہ ضلع جالندھر حال نزیل قادیاں۔

ع ۵۸۰۶ ۔ منکہ لطیف احمد ولد پیر اصغر علی صاحب ہاشمی قوم قریشی ہاشمی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن چک حکمت رائے ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۴۱ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ اس وقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ -/-/۳۸ روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد لطیف احمد ہاشمی سٹور مین کوئٹہ آرسنل۔ ایم۔ ٹی ورکشاپ کوئٹہ بقلم خود گواہ شد سید عبد الرحیم سٹور مین آرسنل کوئٹہ۔ گواہ شد فیض الحق خاں امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کلرک آرسنل کوئٹہ۔

ع ۵۸۰۸ ۔ منکہ اے۔ الیف۔ ایم عبد الحی ولد منشی محمد قائم اللہ قاری قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن سلپ دام پاڑا ڈاکخانہ جشودل پور ضلع میمن سنگھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم شوال ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۱/۱۹۴۰ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میری آمد مبلغ -/-/۱۸ روپے ماہوار ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو میں باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا اگر میری وفات کے بعد کسی قسم کی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ ابو الفیض محمد عبد الحی بنگالی حال مقیم ریلوے پنجابی سکول کوٹری سندھ۔ گواہ شد عظیم الدین سوداگر چرم حیدر آباد سندھ۔ گواہ شد غلام احمد فرخ سلسلہ احمدیہ نزیل حیدر آباد سندھ۔

ع ۵۸۰۹ ۔ منکہ امۃ الرحمن زوجہ منشی محمد الدین قوم کھوکھر عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۱۹۴۱ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ (الف) میرا مہر مبلغ تین صد روپیہ میرے شوہر کے ذمہ ہے۔ (ب) میرا زیور طلائی مبلغ پچاس روپے کا تھا۔ لیکن وہ بھی میرے شوہر نے خرچ کردیا۔ اسلئے وہ بھی انہیں کے ذمہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ کل تین صد پچاس روپیہ میرے شوہر نے میرے دینے ہیں۔ تصدیق کے لئے ان کے دستخط نیچے ثبت کراتی ہوں۔ (۲) میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ مندرجہ بالا تین صد پچاس روپے کا ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں اگر میں نے اپنی زندگی میں کوئی رقم زر وصیت میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردں۔ تو وہ منہا کردی جائے گی۔ اور میرے مرنے پر اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبدہ امۃ الرحمن زوجہ منشی محمد الدین گواہ شد چراغ الدین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد محمد الدین خاوند موصیہ۔

ع ۵۸۱۲ منکہ جلال الدین ولد میاں غلام محمد قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴۱ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جو پختہ مکانات واقعہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ جن میں سے ایک دو منزلہ ہے۔ اور جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ مشرق میں مکان میاں محمد اسماعیل صاحب احمدی سکنہ ڈسکہ کلاں اور مغرب میں گلی۔ اور شمال میں مکان خورشید عالم ولد میاں محمد الدین صاحب اور جنوب میں مکان میاں فضل دین صاحب ریٹائرڈ پوسٹ مین اور دوسرا مکان ایک منزلہ ہے۔ جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ مشرق میں مکان ہنیں جو ہٹر شاملات وہ ہے۔ مغرب میں سڑک۔ شمال میں جائے سفیدہ چودھری غلام محمد صاحب احمدی ولد چودھری سکندر خاں صاحب مرحوم اور مغرب میں جائے سفیدہ مشترکہ میاں خورشید عالم و محمد علی ہے۔ ان دونوں مکانوں کی قیمت قریباً ساڑھے چار صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت چالیس روپے آٹھ آنے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ فقط۔ العبد جلال الدین بقلم خود سپاہی کلرک ۱۳ سپلائی ٹریننگ بٹالین بی کمپنی پلاٹون فیروز پور چھاؤنی۔ گواہ شد جلال الدین امینی بقلم خود گواہ شد فضل حسین بقلم خود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا انتخاب

پرائیویٹ ملازموں کا قانون

پنجاب اسمبلی نے گذشتہ دنوں پرائیویٹ ملازموں کے متعلق جو قانون پاس کیا تھا۔ اس کا نفاذ یکم مارچ سے اس صوبہ میں ہو گیا ہے۔ فی الحال اس کا اطلاق لاہور۔ امرتسر۔ سیالکوٹ فیروزپور۔ راولپنڈی۔ ملتان کی میونسپل حدود اور چھاؤنیوں لدھیانہ۔ لائل پور۔ جڑانوالہ۔ گوجرہ شملہ۔ اوکاڑہ کی میونسپل کمیٹیوں پر ہوگا۔ اس قانون کی رو سے ۱۴ سال سے کم عمر کے لڑکے کو کسی دکان پر ملازم نہیں رکھا جا سکے گا۔ کسی ملازم سے ایک ہفتہ میں ۵۴ گھنٹے سے زیادہ کام لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور کسی ایک دن میں کسی ملازم سے دس گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جا سکے گا۔ ان دس گھنٹوں میں بھی روٹی کھانے آرام کرنے کا وقت دیا جانا لازمی ہے۔ البتہ گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے۔ کہ کرسمس۔ دیوالی۔ عید اور دوسرے ایسے تہواروں پر خاص حالات میں زیادہ کام کرنے کی اجازت دیدے۔ ایسے دن زیادہ سے زیادہ پندرہ ہو سکیں گے۔ ملازمان سے جو زیادہ کام لیا جائے گا۔ اس کے لئے انہیں اوور ٹائم دیا جائے گا۔ گرمیوں میں دکانیں ۷ بجے سے پہلے نہیں کھل سکیں گی۔ اور دس بجے سے پہلے بند کرنا لازمی ہوگا۔ سردیوں میں ۸½ بجے سے پہلے نہ کھل سکیں گی۔ اور زیادہ سے زیادہ ۹ بجے تک کھلی رہ سکیں گی۔ دکانداروں کو دکان کے کھلنے کے وقت میں تبدیلی کرنے کا اختیار ہوگا۔ ہر دکاندار کے لئے لازمی ہوگا۔ کہ وہ ہفتہ میں ایک مرتبہ چھٹی کرے۔ البتہ چھٹی کا دن مقرر کرنے کی اسے آزادی ہوگی۔ ہر ایسا ملازم جس کا عرصۂ ملازمت ایک سال ہو چکا ہو۔ پوری تنخواہ کے ساتھ ۱۴ دن کی رخصت لینے کا حقدار ہوگا۔ اور چھ ماہ کی ملازمت میں ایک ہفتہ کی رخصت کا۔ کسی ملازم کو بغیر معقول وجہ کے علیحدہ نہیں کیا جا سکے گا۔ علیحدگی کی حالت میں ایک ماہ کا نوٹس فریقین کو دینا لازمی ہوگا۔ خلاف ورزی کی حالت میں پہلی بار ۲۵ روپے بعد میں سَو روپے تک جرمانہ ہو سکتا ہے۔ اس قانون کا اطلاق رفاہ عام میں کام کرنے والے اداروں پر نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی ان آدمیوں پر جو مالک دکان کے اپنے خاندان کے ہیں۔ وقت کی پابندی کا اطلاق حلوائیوں۔ سبزی والوں۔ تنور۔ اخبارات۔ روٹی کی دکانوں۔ دوائیوں پھلوں۔ سینما وغیرہ پر نہیں ہوگا۔" (حاگرت)

—— لاہور ۴ر مارچ۔ گورنر پنجاب نے پرائمری ایجوکیشن بل کی منظوری دیدی ہے۔ اس کے رو سے چھ سے بارہ سال کی درمیانی عمر کے بچوں کو لازمی طور پر سکول میں تعلیم حاصل کرنی پڑے گی۔ سیلز ٹیکس اور جاگیر ایکٹ کی بھی منظوری دیدی گئی ہے۔ سیلز ایکٹ کے رو سے تمام اشیا کی بکری پر ٹیکس لگایا جائے گا۔ اور جاگیر ایکٹ کی رو سے لگان کی کچھ رقم بطور جاگیر مقرر کر دی جائے گی۔

—— لنڈن ۴ر مارچ۔ وزیر ہند نے آج ایک تقریر میں کہا۔ کہ جہاں کہیں بھی ہماری نگاہ جاتی ہے۔ ہمیں صورت حالات پیچیدہ اور خطرناک نظر آتی ہے۔ چپ چاپ اور اطمینان سے بیٹھنے کی کوئی صورت نہیں۔ مگر مایوسی کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ ہمیں اپنی طاقت پر پہلے سے زیادہ اعتماد ہے۔

—— لنڈن ۵ر مارچ۔ برطانیہ اور بلغاریہ کے سیاسی تعلقات منقطع ہو جانے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ برطانیہ نے بلغاریہ کے خلاف کوئی اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مسٹر چرچل نے صاف طور پر کہہ دیا تھا۔ کہ اگر بلغاریہ میں جرمن فوجوں کو آنے کی اجازت دے دی گئی۔ تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ مگر بلغاریہ نے جرمن فوجوں کو اپنے علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت دے کر اپنے ہاتھوں اپنی آزادی بیچ دی۔ اور ہمسایہ ممالک پر سخت ظلم کیا۔ اس لئے برطانیہ نے بلغاریہ سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوا مل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں۔ ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رضؓ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے۔ سو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق یہ سفارش شائع کی جاتی ہے۔ کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوا مل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھاویں۔ والسلام (خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری)

چند نہایت مفید اور مجرب ادویہ

معجون مبارک } یہ نسخہ معجون مبارک میرے مکرم مہربان جناب مرزا صاحب کا فرمودہ ہے۔ آپ اس معجون کو شوق سے استعمال فرماتے تھے۔ دماغی روشنی کی معاون اور ضعف بصارت و آنکھوں سے پانی بہنے اور دماغی طاقت کو بہت مفید ہے۔ اسکے فوائد و برکات بکثرت ہیں مگر بوجہ طوالت پورے بیان میں سدِ راہ ہیں۔ قیمت فی سیر دو روپے آٹھ آنے۔ خوراک دو تولہ۔

معجون دلشاد } فی الواقعہ ہی دلشاد ہے۔ استعمال کے پندرہ منٹ بعد چستی۔ پھرتی۔ خوشی اسکی پہلی خوبی ہے اعضاء رئیسہ دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر کی طاقتوں کو بڑھاتا ہے۔ اعصابی کمزوری کو بہت ہی مفید ہے۔ یہانتک کہ بڑھاپے میں بھی اعصابی کمزوری نزدیک نہیں آتی۔ نیز مستورات کے لئے بھی اختناق الرحم یعنی غشی کا طاری ہو جانا ہاتھ پاؤں جھوٹے پڑ جانا کا بہترین علاج ہے قیمت پندرہ خوراک وزنی ۱۱ تولہ تین روپے۔

سفوف نشاط } یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کر لیں۔ دو ہفتہ بعد دیکھیں۔ کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا ہے۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے مقصد میں جو کمی آ چکی ہو۔ وہ سب حاصل ہو جائے گی۔ سرعت انزال اور احتلام اور جریان کا مریض تو ضرور ہی اس کا استعمال کرے۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہے۔ وہ یقیناً اس سے حاصل ہو جائے گی۔ قیمت پندرہ خوراک عہ

حبوب زد جام } قیمت ایک درجن عہ۔ یہ حضرت مرزا صاحب کا مشہور نسخہ ہے۔ جو طاقت کے لئے از حد مفید ہے۔ پہلی ہی خوراک اپنے فوائد اور برکات ظاہر کر دیگی۔

دوائی جریان الرحم یعنی لیکوریا } یہ نسخہ ایک بلند پایہ پارسا درویشانہ زندگی بسر کرنے والے حکیم صاحب کا فرمودہ ہے۔ نہایت ہی عجیب الاثر اور آرام دیرپا ہے۔ یہ دوائی مہینوں کی محنت سے تیار ہوتی ہے۔ اگر اسمیں بیمثال فوائد نہ ہوتے۔ تو میں اسکے تیار کرنے میں ہرگز اتنا وقت خرچ نہ کرتا۔ مقامی اور نواح کی سینکڑوں مریضہ جن کے جسم اور طاقت سفید اور زرد رطوبت کے بہنے سے گھن کی طرح روز بروز کھوکھلا ہو رہے تھے۔ اسکے استعمال سے صحتیاب ہو چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ ۲ دو روپیہ۔

اکسیر بواسیر } یہ نسخہ بواسیر کا ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے شاہی حکیم جناب مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضؓ نے اس نسخہ کو بہت ہی پسند فرمایا تھا۔ فی الواقع ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ ہزاروں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ

معجون روشن دماغ } اسکے اجزاء قوائے ذہنی کو بہت ہی مدد دیتے ہیں۔ قیمت میں حتی المقدور بطور امداد رعایت کر دی گئی ہے۔ تاکہ غریب طلباء بھی فائدہ اٹھاویں۔ اگر صاحب توفیق طلباء بنظرِ ثواب خرید کر غریب طلباء کو خرید دیں۔ تو کار ثواب ہے۔ کہ کند ذہن طلباء بطور امتحان ایک ڈبیہ ضرور ہی خریدیں۔ پھر دیکھیں کہ اس عجیب الاثر معجون سے محض دو ہفتہ استعمال سے ذہنی روشنی میں کسقدر اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت بارہ آنے۔ **نوٹ**:۔ اسکے علاوہ دوائی درد گردہ قبض کشا گولیاں جو کہ پیٹ درد سر درد کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کے علاوہ خشک ادویات و عرق شربت معجون جالینوس اطریفل زمانی اور ماہواری بیماری کے نقائص کو دور کرنے کے لئے جوشاندے وغیرہ تیار رہتے ہیں۔

المشتہر:۔ ملاوا مل (حکیم) بڑا بازار قادیان (پنجاب)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر چھپا اور میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)